RNI NO:JK68053/97 | REGD. NO:JK439/22-24

Epaper:- web.sightandsoundlyweekly.com

ہفت روزہ
سائٹ اینڈ ساؤنڈ

جلد نمبر:14 شمارہ نمبر 37 03 اکتوبر تا 09 اکتوبر 2024 قیمت 5روپے صفحات 16

جموں و کشمیر میں گاندھی جینتی منائی گئی

لیفٹیننٹ گورنر نے سری نگر میں یوٹی سطح کی تقریب سے خطاب کیا

کہا، باپو کی قیادت، نظریات اور اقدار نے پورے ملک کو آزادی کے مقصد کیلئے متحد ہونے اور ایک ایسی قوم کی تعمیر کرنے کی ترغیب دی جو دُنیا کے امن اور ترقی میں دیرپا کردار ادا کرے گا

ایل جی لوگوں سے اِس سیارے کو پُر اَمن اور بہتر جگہ بنانے کیلئے باپو کے نظریہ کو پوری دُنیا میں پھیلانے کی اپیل کی

کہا، گاندھی جی کے سچائی، عدم تشدد، ہمدردی اور مہربانی کے نظریات ہنگامہ خیز دنیا کے سامنے تمام چیلنجوں کا حل پیش کرتے ہیں

کہا، باپو کا خواب تھا کہ ہندوستان اِنسانیت کیلئے اُمید کی کرن بنے گا اور یہ ایک پُر امن، خود کفیل اور ترقی یافتہ ملک ہوگا۔ ان خوابوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری 140 کروڑ ہندوستانیوں پر عائد ہوتی ہے اور نوجوان نسل کو اس سفر میں بڑا رول ادا کرنا ہوگا

سری نگر// لیفٹیننٹ گورنر منوج سنہا نے آج راج بھون میں بابائے قوم مہاتما گاندھی کے 155 ویں یوم پیدائش کی تقریبات سے خطاب کیا۔ اِس تقریب میں محکمہ سکولی تعلیم اور محکمہ اعلیٰ تعلیم کے زیر اہتمام 'سوچھتا پکھواڑہ' اور 'سوچھتا ہی سیوا ابھیان' کی اختتامی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ لیفٹیننٹ گورنر نے اَپنے خطاب میں گاندھی جینتی اور سابق وزیراعظم لال بہادر شاستری کے یوم پیدائش کے موقعہ پر عوام کو مُبارک باد پیش کی۔ اُنہوں نے مہاتما گاندھی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ باپو کی قیادت، نظریات اور اَقدار نے پورے ملک کو آزادی کے مقصد کے لئے متحد ہونے اور ایک ایسی قوم کی تعمیر کرنے کی ترغیب دی ہے جو دُنیا کے امن اور ترقی میں دیرپا کردار اَدا کرے گا۔ لیفٹیننٹ گورنر نے کہا کہ گاندھی جی کے سچائی، عدم تشدد، ہمدردی اور مہربانی کے نظریات ہنگامہ خیز دُنیا کے سامنے موجود تمام چیلنجوں کا حل پیش کرتے ہیں۔ اُنہوں نے لوگوں سے اِس سیارے کو پُر اَمن اور بہتر جگہ بنانے کیلئے باپو کے نظریۂ کو پوری دُنیا میں پھیلانے کی اپیل کی۔ اُنہوں نے کہا،" باپو کا خواب تھا کہ ہندوستان اِنسانیت کے لئے اُمید کی کرن بنے گا اور یہ ایک پُر امن، خود کفیل اور ترقی یافتہ ملک ہوگا۔ ان خوابوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری 140 کروڑ ہندوستانیوں پر عائد ہوتی ہے اور نوجوان نسل کو اس سفر میں بڑا رول اَدا کرنا ہوگا۔" لیفٹیننٹ گورنر نے جموں و کشمیر میں گذشتہ پانچ برسوں میں کئے گئے تبدیلی کے کاموں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں نچلی سطح پر جمہوریت کو بااِختیار بنانا اور بغیر تشدد اِنتخابات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جموں و کشمیر ماضی کو بھلا کر ایک نیا مستقبل تشکیل دے رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا "گاندھی جی کی زندگی اور کام آج نئے جموں کشمیر کو تشکیل دے رہے ہیں۔ دُنیا نے حال ہی میں ایک تاریخی، آزادانہ، پُرامن اور منصفانہ اسمبلی اِنتخابات کا مشاہدہ کیا ہے۔ ایک کروڑ 40 لاکھ شہریوں نے آئین کی اَقدار میں اَپنے اعتماد کا اعادہ کیا ہے اور اس خوبصورت جموں و کشمیر یوٹی اور ملک کی ترقی میں اَپنا حصہ اَدا کرنے کا عزم کیا ہے۔" لیفٹیننٹ گورنر نے کہا کہ جموں و کشمیر کی نوجوان نسل اب امن اور جمہوری اَقدار کی اہمیت کو سمجھتی ہے اور اِس لئے آج ان کے ہاتھوں میں تباہی کے اوزار نہیں بلکہ تخلیق کے آلات ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے نوجوان سچائی اور عدم تشدد کے راستے پر چلنے اور ایک خوشحال معاشرے کی تعمیر کے لئے پُرعزم ہیں۔ اُنہوں نے مہاتما گاندھی کے احترام میں ہر مہینے دو بار صفائی مہم چلانے کے لئے مقامی آبی ذخائر، مقامی پارک یا مقامی ورثہ مقام کو اپنانے جیسی صفائی کی کوششوں کے لئے محکمہ سکولی تعلیم اور جموں و کشمیر بھر کے سکولوں کے طلباً کی بھی ستائش کی۔ لیفٹیننٹ گورنر نے عوام بالخصوص نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ تمام شہروں اور دیہاتوں میں ایک جگہ کی نشاندہی کریں اور ماہ کا ایک دن صفائی مہم اور شرمدان جیسی سرگرمیوں کے لئے وقف کریں۔ اُنہوں نے سماج کے تمام طبقات سے باپو کی زندگی سے تحریک لینے اور عوامی بہبود کے لئے کام کرنے کی اپیل کی۔ اِس موقعہ پر لیفٹیننٹ گورنر نے گاندھی جینتی کی تقریبات کے ایک حصے کے طور پر مختلف مقابلوں میں شاندار اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلباً کو مُبارک باد دی۔ اِس تقریب میں مہاتما گاندھی کی زندگی کی عکاسی کرنے والے فنکاروں اور طالب علموں نے دِلکش پرفارمنس بھی پیش کی۔ تقریب میں پرنسپل سیکرٹری محکمہ سکولی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم آلوک کمار، سینئر افسران، تعلیمی اداروں کے سربراہان، یوٹی بھر سے طلاب، اساتذہ، نوجوانوں اور ممتاز شہریوں نے ذاتی طور پر اور بذریعہ ورچیول موڈ شرکت کی۔

EDITOR IN CHIEF: G.M.SHAN E-MAIL:BADALGMSHAN@GMAIL.COM

اداریہ

لبنان میں موجود اقوامِ متحدہ کی امن فوج کی ذمہ داری کیا ہے؟

لبنان کے جنوبی علاقوں پر 1978 میں اسرائیل کے حملوں کے بعد سرحدی کشیدگی کے خاتمے کے لیے اقوامِ متحدہ کی امن فوج کے دستے تعینات کیے گئے تھے جو تا حال اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی عبوری فورس کے امن دستے لبنان کے شمال میں دریائے اللیطانی سے جنوب میں بلیو لائن تک تعینات ہیں۔ اس عبوری فورس میں 50 ممالک کے لگ بھگ 10 ہزار اہلکار اور 800 سویلین شامل ہیں۔ امن دستوں کو اقوامِ متحدہ کی لبنان میں عبوری فورس (یو این آئی ایف آئی ایف) کہا جاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کی 15 رکنی سیکیورٹی کونسل ہر برس اس عبوری فورس کے مینڈیٹ کی تجدید کرتی ہے۔ **بلیو لائن کیا ہے؟** بلیو لائن اس سرحد کو کہا جاتا ہے جو لبنان کو اسرائیل اور اس کے زیرِ قبضہ گولان کی پہاڑیوں سے الگ کرتی ہے۔ اسرائیل کی فوج نے 24 سال قبل سال 2000 میں لبنان سے انخلا کیا تھا اور وہ اس بلیو لائن سے پیچھے چلی گئی تھی۔ اس بلیو لائن کو کسی بھی طرف سے زمین یا فضا سے بغیر کسی اجازت کے عبور کرنا اقوامِ متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کی قرارداد نمبر 1701 کی خلاف ورزی قرار دیا جاتا ہے۔ لبنان کی عسکری تنظیم حزب اللہ اور اسرائیل میں 2006 میں ایک ماہ کی طویل جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ کے بعد سیکیورٹی کونسل نے ایک قرارداد منظور کی تھی جس کے ذریعے اس عبوری فورس کے مینڈیٹ میں توسیع کی گئی تھی۔ اس قرارداد کو 1701 قرارداد بھی کہا جاتا ہے۔ **امن دستوں کو کیا مینڈیٹ دیا گیا ہے؟** سیکیورٹی کونسل کی قرارداد 1701 عبوری فورس کے امن دستوں کو ان کے لیے مخصوص علاقوں میں لبنان کی فوج کی معاونت کا مینڈیٹ دیتی ہے۔ ان علاقوں کو اسلحے یا مسلح افراد سے پاک رکھنا عبوری فورس کی ذمہ داری ہے۔ قرارداد 1701 کے اختیارات کے تحت جن علاقوں میں امن دستے تعینات ہیں وہاں انہیں اپنی استعداد کے مطابق کام کرنے کا پابند بنایا گیا ہے تا کہ یہ علاقہ کسی بھی قسم کی دشمنی پر مبنی سرگرمیوں کے لیے استعمال نہ ہو سکے۔ لبنان کے دیگر خطوں کے برعکس جنوبی علاقوں پر لبنانی فوج کی موجودگی کے باوجود لبنانی عسکری تنظیم حزب اللہ کا مؤثر کنٹرول ہے۔ حزب اللہ جہاں بھاری ہتھیاروں اور میزائلوں سے لیس تنظیم ہے۔ وہیں اس کا لبنان کی سیاست میں کردار ہے اور یہ ملک کی طاقت ور سیاسی قوت بھی ہے۔ **قرارداد 1701 کی خلاف ورزی پر کیا ہوتا ہے؟** لبنان کے جن علاقوں میں عبوری فورس کے امن دستے موجود ہیں وہاں پر ہونے والی تمام خلاف ورزیوں کو سیکیورٹی کونسل کو رپورٹ کرنا لازم ہے۔ اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل عمومی طور پر ہر چار ماہ میں اس حوالے سے رپورٹ ارسال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ضروری ہو تو سیکریٹری جنرل قرارداد 1701 پر عمل درآمد کے لیے کسی بھی وقت اس حوالے سے سیکیورٹی کونسل کو رپورٹ کر سکتے ہیں۔ عبوری فورس کی ویب سائٹ پر موجود معلومات کے مطابق امن دستے بلیو لائن کی نگرانی کے دوران احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں جس میں زمین کے ساتھ اس کی فضائی حدود بھی شامل ہے۔ اس دوران کسی بھی خلاف ورزی کو روکنے کے لیے وہ پیٹرولنگ کرتے ہیں اور رابطہ کاری کا سہارا لیتے ہیں۔ دستیاب معلومات کے مطابق امن دستوں کو جب بھی کسی خلاف ورزی کا اندیشہ ہوتا ہے یا وہ اس کی نشان دہی کرتے ہیں تو فریقین میں تصادم سے بچنے اور صورتِ حال کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے اس مقام پر فوری طور پر اضافی دستے تعینات کر دیے جاتے ہیں۔ امن دستوں کے اسرائیل اور لبنان کی افواج سے رابطے رہتے ہیں تا کہ وہ بھی کشیدگی کو بڑھنے سے روک سکیں۔

کیا یاد بھی جھوٹی ہوتی ہے؟

پی ایس آئی

ہم یادوں کو اپنی زندگی کی سب سے قابل اعتبار ریکارڈنگ سمجھتے ہیں۔ مگر ان یادوں میں کچھ جھوٹی یادیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ درست یادوں کی طرح یہ جھوٹی یادیں بھی ہماری ذات اور شناخت پر بے پناہ اثرات ڈالتی ہیں۔ میں گیارہ برس کا تھا، جب گیارہ ستمبر کے دہشت گردانہ حملے ہوئے۔ میری ایک دھندلی سی یاد ہے کہ میں اس روز اپنی دادی کے ساتھ اسکول سے گھر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک دکان کے شیشے سے باہر کی جانب جھانکتی ٹی وی اسکرین پر ان حملوں سے متعلق رپورٹیں چل رہی تھیں۔ ہم وہاں کچھ دیر کھڑے ہو کر ٹی وی پر وہ مناظر دیکھتے رہے جب کہ وہاں دیگر راہ گیر بھی جمع تھے۔ کئی لوگ دھچکے کا شکار تھے اور رو رہے تھے جب کہ میں پرسکون تھا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ یاد بالکل جھوٹ پر مبنی ہے۔ ہمارے گاں کی کسی دکان کے شیشے سے کوئی ٹی وی یوں کبھی باہر کی جانب نہیں جھانکا اور میں اپنے دادی کے ساتھ کبھی اسکول سے گھر نہیں گیا کیوں کہ وہ ہمارے گھر سے بہت دور رہا کرتی تھیں۔ جرمنی کی میونسٹر یونیورسٹی سے وابستہ ماہر سماجی نفسیات گیرالڈ ایشٹر ہوف کا کہنا ہے، "جھوٹی یادیں ہونا ایک عمومی بات ہے۔ ہماری شخصیت حقیقی اور مجازی دونوں طرح کی یادوں ہی سے مل کر بنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں، "میموریز ایک بھرپور انداز سے تعمیر ہوتی ہیں۔ اس میں سماجی اثر سمیت کئی طرح کے عوامل بہ شمول خود سے یادوں کی تخلیق سب شامل ہوتے ہیں۔ جیسے میں نے دکان کے ٹی وی کے سامنے کھڑے ہونے کی ایک یاد تخلیق کر لی یا دیگر افراد کی ایک خبر کو دیکھنے کی یادداشت بنالی۔ ہم خود کو اپنی یادوں سے جانتے ہیں۔ ہمیں انہیں اپنے ماضی کی جھلک سمجھتے ہیں اور انہیں تجربات کی بنیاد پر اپنی زندگی کا بیانیہ تعمیر کرتے ہیں۔ ان یادوں کا ہم مسلسل دیگر افراد کی یادوں سے موازنہ کر کے یہ طے کرتے ہیں کہ ہم ماضی میں کیسے تھے۔ اگر میں دیگر مبہم یادوں کو سوچوں تو معلوم ہو گا کہ میری زندگی کا مکمل بیانیہ اپنی اسی خود ادارکی پر کھڑا ہے۔ اسی طرح اگر آپ یادیں کھو دیں، تو کیا ہو گا؟ یعنی آپ ڈیمنیشیا کا شکار ہو جائیں یا عمر کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھیں تو یہ بالکل ایسا ہو گا، جیسا خود فراموشی۔ اہم سوال یہ ہے کہ ہمارا ذہن بے شمار جھوٹی اور بھلا دی گئی یادوں پر مبنی ہے تو یہ کیسے طے ہو گا کہ ہماری اصل ذات اور شناخت کیا ہے؟ اس کے جواب کے لیے ہمیں دیکھنا یہ ہو گا کہ ذہن یہ یادیں محفوظ کیسے کرتا ہے۔ سائنسی تحقیق بتاتی ہے کہ ہماری یادداشت ہمارے دماغ کے ساتھ بھرپور انداز سے جڑی ہوئی ہے۔ دماغ طبعی طور پر یہ یادیں نیورونز خصوصی ہائپو کیمپس اور امیگڈ الا کے مقامات پر ذخیرہ کرتا ہے۔ یہ نیورونز دیگر نیورونز کے ساتھ مل کر ایک نیا سائناپس تخلیق کرتے اور انہیں نیورونل جوڑ سے ملاتے ہیں، تو ایک نئی یاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح بھولنے کا عمل نیورونز کے درمیان رابطے کی کٹوتی کا نام ہے۔ اس فراموش کر دیے گئے رابطے سے پیدا ہونے والا خلا ہم دوسروں سے سنی ہوئی باتوں سے بھرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جھوٹی یادیں، سچی یادوں ہی کی طرح اور دماغ کے اسی مقام پر طریقہ کار کے تحت محفوظ ہوتی ہیں۔ محققین نے انہیں الگ کرنے یا علیحدہ سمجھنے کے لیے کوشش کیں مگر اب تک اس بابت کوئی قابل اعتبار راستہ نہیں ملا ہے۔

پلاسٹک کے برتنوں نے خواتین کی زندگی کیسے بدلی؟

پی ایس آئی

امریکہ میں پلاسٹک کے مہر بند برتنوں کی فروخت کی اولین کمپنی ٹپر ویئر دیوالیہ ہو گئی ہے۔ تاہم ثقافتی طور پر ٹپر ویئر پارٹیز امریکی خواتین کی مالی خودمختاری کے ضمن میں ایک انتہائی اہم ثقافتی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ 18 برس کی عمر میں شادی اور ایک بچے کے ہمراہ کیرن واٹرز نے مشی گن میں ستر کی دہائی میں پلاسٹک کے برتن فروخت کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ڈی ڈبلیو سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا ہے، "تب میں ایک کریڈٹ کارڈ بھی حاصل کرنے کے قابل نہیں تھی۔ گو کہ میں کام کرتی تھی، مگر بینک نے مجھے کریڈٹ کارڈ دینے سے انکار کر دیا۔ ان دنوں خواتین کے لیے حالات مختلف تھے۔ کیرن واٹرز ایسی واحد خاتون نہیں۔ پچاس، ساٹھ اور ستر کی دہائیوں میں ہزاروں خواتین امریکہ بھر میں پلاسٹک کے برتنوں کی فروخت کے ذریعے اپنے خاندانوں کی کفالت میں مدد کر رہی تھیں۔ واضح رہے کہ 1974 سے قبل کوئی خاتون شادی سے قبل اپنے طور پر کریڈٹ کارڈ کے حصول کی درخواست کی اہل نہیں تھی۔ واٹرز نے ٹپر ویئر پارٹیز کے نام سے مشہور کاروباری ماڈل کا استعمال کرتے ہوئے اپنی دوستوں اور جاننے والوں کو جمع کر کے چیزیں فروخت کرنا شروع کیں۔ انہیں برتن فروخت کرنے پر کمیشن ملتا تھا۔ انہوں نے یہ پیسے اپنے شوہر کی مدد میں صرف کیے، جو اس وقت یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ وہ کہتی ہیں، ''وہ الیکٹریکل انجینیئرنگ پڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں آلات خرید کر دیے۔ انہوں نے پڑھائی کے لیے تمام چیزیں اس پیسے سے خریدیں، جو میں نے ٹپر ویئر فروخت کر کے کمائے تھے اور ہمیں پیسے کی ضرورت تھی۔ والٹرز کے لیے دیگر خواتین کی طرح پلاسٹک کے بند ہو جانے والے برتن (سیل بند) فروخت کرنا اہل خانہ کی مدد کا ایک طریقہ تھا۔ لیکن ٹپر پارٹی، یعنی فروخت کے ایک نئے طریقے نے، انیس سو پچاس کی دہائی میں خواتین کو اپنے کاروبار کے آغاز میں بہت مدد دی۔ اس کمپنی نے اب دیوالیہ پن کی درخواست جمع کرائی ہے، مگر اس کے باوجود تاریخ میں اس کمپنی کے کردار اور مختلف خاندانوں کی مدد کے حوالے سے اس کی خدمت کسی صورت فراموش نہیں کی جا سکتی۔ نیو ہیمشائر سے تعلق رکھنے والے کیمیادان ایرل ٹپر نے لچکدار پلاسٹک کے ذریعے سیل ایبل یا مہر بند ڈبے بنانے کا کام شروع کیا تھا۔ ابتدا میں ان برتنوں کو کوئی زیادہ توجہ نہ ملی لیکن پھر جب خواتین ان برتنوں کی فروخت میں کود دیں تو یہ ایک ثقافتی عنصر بن گئے۔ پچاس اور ساٹھ دہائیوں میں یہ برتن ٹپر پارٹیز کے نام سے پورے امریکہ میں بکنے لگے۔

سیڑھیاں چڑھنا یا واک کرنا؛ بہترین ایکسرسائز کیا ہے؟

پی ایس آئی

وزن کم کرنے کے لیے بیلنس ڈائٹ کے ساتھ ساتھ جسمانی مشقت یا ایکسرسائز کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ بہت سے لوگ واک کرنے کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ بعض جم یا مختلف قسم کی ایکسرسائز کرتے ہیں۔ لیکن ریسرچ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ واک کرنے سے زیادہ مؤثر سیڑھیاں چڑھنا ہے۔ اگر آپ اپنی روٹین میں چند منٹ سیڑھیاں چڑھنے کو شامل کر لیں تو یہ ایکسرسائز آپ کو فٹ رکھنے اور وزن کم کرنے میں اہم ثابت ہو سکتی ہے۔ اب آپ کے دماغ میں بھی یہی سوال ہو گا کہ واک کرنے اور سیڑھیاں چڑھنے میں کتنی کیلوریز برن کی جا سکتی ہیں؟ ان کی ریسرچ کے مطابق ایک سیدھی زمین پر واک کرنے کے مقابلے میں سیڑھیاں چڑھنے سے آپ 20 گنا زیادہ کیلوریز برن کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ سیڑھیاں اترتے وقت بھی آپ پانچ گنا زیادہ کیلوریز برن کر سکتے ہیں۔ انسان کی فزیکل ایکٹیوٹی پر ریسرچ کرنے والے ڈاکٹر البرٹو منیٹی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "سیڑھیاں چڑھنا ایک قسم کی ایکسرسائز ہے جو ہر کوئی کر سکتا ہے۔ ہمارے ارد گرد یا گھروں میں سیڑھیاں ضرور ہوتی ہیں۔ جم کے مقابلے میں یہ مفت میں میسر ہیں۔ ڈاکٹر البرٹو نے کیلوریز برن کرنے کے حوالے سے ایک آسان کیلکولیشن بھی بتائی ہے جس سے ہم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ وزن کم کرنے کے لیے کتنی مؤثر ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جسم کے ایک گلوگرام کو زمین پر ایک میٹر تک چلنے کے لیے 0.5 کیلوریز خرچ کرنا پڑتی ہیں۔ اسی طرح اگر ایک کلوگرام کو ورٹیکل ایک میٹر یعنی سیڑھیاں چڑھائی جائیں تو ایسا کرنے میں 10 کیلوریز خرچ ہوں گی۔ یعنی زمین پر چلنے کے مقابلے میں چڑھائی چڑھنا 20 گنا زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر البرٹو کے سائنٹیفک مطالعے کے مطابق سیڑھیوں پر سپورٹ کے لیے موجود گرل سیڑھیاں چڑھتے وقت بازں کے پٹھوں کے لیے بھی مؤثر ہوتی ہے۔ مطالعے کے مطابق سیڑھیاں چڑھتے وقت گرل کا سہارا لینے سے بازو کا پٹھا بھی مشقت میں شامل ہو جاتا ہے جو کچھ نہ کرنے سے بہتر ہے۔ غیر سرکاری اور غیر منافع بخش ایسوسی ایشن یورپین سوسائٹی آف کارڈیولوجی نے رواں برس اپریل میں ایک ریسرچ پیش کی تھی جس میں ماہرین نے بتایا تھا کہ سیڑھیاں چڑھنا دل کی صحت کے لیے بھی اچھا ہے۔

غزل

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبراں وچوں بول
تیاج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اُٹھ دردمنداں دیاں دردیاں اُٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب
کسے نے پنجاں پانیاں وچ دتی زہر رلا
تے انہاں پانیاں نے دھرت نوں دتا پانی لا
ایس زرخیز زمین تے لوں لوں پھٹیا زہر
گٹھ گٹھ چڑھیاں لالیاں پھٹ پھٹ چڑھیا قہر
ویہو ولسی وافیروں ون ون وگی جھگ
اوہنے ہر اک وانس دی انجھلی دتی ناگ بنا
ناگاں کیلئے لوک مونہہ بس فیر ڈنگ ہی ڈنگ
پل او پلای پنجاب دے نیلے پے گئے انگ
وے گلے اوں ٹٹے گیت فیر، ترکلے اوں ٹٹی تند
ترنجنوں ٹٹیاں سہیلیاں چرکھڑے کوکر بند
سنے سیج دے بیڑیاں لڈن دتیاں روڑھ
سنے ڈالیاں پینگ اج پپلاں دتی توڑ
جتھے وجدی سی پھوک پیار دی او انجھلی گئی گواچ
رانجھے دے سب ویراج بھل گئے اوہدی جاچ
دھرتی تے لہو وسیا قبراں پیاں چون
پریت دیاں شاہزادیاں اج وچ مزاراں روون
وے اج سبھے قیدو بن گئے، حسن عشق دے چور
اج کتھوں لیائیے لبھ کے وارث شاہ اک ہور
اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبراں وچوں بول
تو اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول

امرتا پریتم

ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گیا قبائلی اکثریت گاؤں کیراچکا

چھوٹو سنگھ راوت
اجمیر، راجستھان

چھتیس گڑھ کے سارگنڈ - بیلائی گڑھ ضلع ہیڈکوارٹر سے تقریباً 50 کلومیٹر دور کیراچکا گاؤں اب بھی بہت سی بنیادی سہولیات سے محروم دکھائی دیتا ہے۔ کارڈیج گرام پنچایت سے صرف دو کلومیٹر دور واقع اس گاؤں میں 95 فیصد قبائلی برادری رہتی ہے۔ جس میں خیرواڑ اور بریھا برادریوں کی اکثریت ہے۔ یہاں تقریباً 80 خاندان رہتے ہیں۔ گاؤں تک پہنچنے کے لیے ٹوٹی پھوٹی کچی سڑک سے گزرنا پڑتا ہے۔ بارش کے موسم میں اس سڑک پر کیچڑ بھر جانے کی وجہ سے اس سے گزرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس دوران گاؤں میں نہ صرف آنا جانا ٹھپ ہو جاتا ہے بلکہ بچوں کی پڑھائی بھی متاثر ہوتی ہے۔ سڑکیں خراب ہونے کی وجہ سے بارش کے دنوں میں بچے سکول جانا چھوڑ دیتے ہیں۔

اس حوالے سے گاؤں میں چلنے والے سرکاری پرائمری اسکول کے سربراہ سنیت لال چوہان کا کہنا ہے کہ اس اسکول میں 23 بچے زیر تعلیم ہیں۔ لیکن بارش کے موسم میں صرف چند بچے ہی پڑھنے آتے ہیں۔ گاؤں کی سڑک اتنی خراب ہے کہ بچوں کو اسکول جانے میں کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس دوران جب یہاں کی سڑکیں عام آدمی کے چلنے کے لیے موزوں نہیں ہیں تو پھر بچوں سے اسکول پہنچنے کے لیے ان سے گزرنے کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟ ان کے مطابق اس کا سب سے زیادہ منفی اثر نوعمر لڑکیوں کی تعلیم پر پڑتا ہے۔ بارش کے دنوں میں اکثر والدین انہیں اسکول نہیں بھیجتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس گاؤں کے لوگ اپنے خاندانوں کے ساتھ چھتیس گڑھ کے دوسرے اضلاع اور دوسری ریاستوں میں روزگار کی تلاش میں ہجرت کرتے ہیں۔ اس لیے اسکول میں بچوں کا نام تو ہوتا ہے لیکن وہ باقاعدگی سے اسکول نہیں آپاتے ہیں۔

اسکول کے قریب ہی رہنے والے 35 سالہ گوکل کہتے ہیں کہ اس اسکول میں صرف ایک ٹیچر کی تقرری ہے۔ جن پر پڑھانے سے زیادہ دفتری کاغذی کام مکمل کرنے کی اضافی ذمہ داری ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بچوں کو پورا وقت نہیں دے پاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ روزگار کی تلاش میں خاندان کے ساتھ ہجرت بچوں کو تعلیم سے دور رکھتی ہے۔ مالی مسائل کی وجہ سے خاندان بھی تعلیم کی اہمیت سے دور ہو جاتا ہے۔ کیراچکا گاؤں میں ہی گرام پنچایت قائم ہے۔ مقامی باشندے بدری پرساد کا کہنا ہے کہ یہ گاؤں پنچایت انتخابات میں خواتین کے لیے مخصوص نشست تھی۔ جس پر گاؤں کردیہ کی شیمبائی چوہان بلا مقابلہ منتخب ہوگئیں۔ گاؤں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ روزگار کی کمی کی وجہ سے لوگوں کی معاشی حالت بہت کمزور ہے۔

گرام پنچایت میں بھی راشن ڈیلر مہینے میں ایک بار آتا ہے اور اس دن گاؤں والوں کو راشن ملتا ہے۔ گرام پنچایت کے اجلاس بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے گاؤں کے بہت سے مسائل وقت پر حل نہیں ہو پاتے ہیں۔ زیادہ تر گرام پنچایت بند رہنے کی وجہ سے لوگوں کے بہت سے کام وقت پر مکمل نہیں ہو پاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دیہاتیوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بدری پرساد کا کہنا ہے کہ ضلع ہیڈکوارٹر سے دور ہونے کی وجہ سے یہ گاؤں ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ ترقی کی سب سے اہم کڑی سڑک ہے، جس کی کیراچکا گاؤں میں واضح طور پر کمی نظر آتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ صرف کیراچکا گاؤں ہی نہیں بلکہ ریاست کے مہاسمنڈ، سرگند - بلاگڑھ اور بلودہ بازار کے کئی گاؤں ہیں جہاں آج بھی کنکریٹ سڑکوں کی کمی کی وجہ سے یہ گاؤں ترقی میں بہت پیچھے ہیں۔

مقامی سماجی کارکن رامیشور پرساد کورے کہتے ہیں کہ پتھریلی زمین کی وجہ سے یہاں کاشتکاری کے اختیارات بہت محدود ہیں۔ لوگوں کے پاس زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں۔ جس پر اتنی فصلیں نہیں اگائی جا سکتی ہیں کہ اس سے حاصل ہونے والی فصل سے سال بھر اپنے خاندان کا پیٹ پال سکے۔ اس لیے، جب کھیتی باڑی کے لیے وقت نہیں ہوتا ہے، تو یہاں کے زیادہ تر خاندان روزگار کے دوسرے اختیارات تلاش کرنے کے لیے ہجرت کر جاتے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ منفی اثر خواتین اور نوعمر لڑکیوں کی صحت پر دیکھا جاتا ہے۔ کورے کہتے ہیں کہ اس گاؤں میں کوئی گھر ایسا نہیں ہوگا جہاں خواتین یا نوعمر لڑکیاں غذائی قلت کا شکار نہ ہوں۔ گھر کی کمزور معاشی حالت سے سب سے پہلے خواتین اور نوعمر لڑکیاں متاثر ہوتی ہیں۔ وہ مناسب غذائیت سے بھرپور خوراک حاصل نہیں کر پاتی ہیں۔

تاہم، حاملہ خواتین اور بچوں کو آنگن واڑی سنٹر سے غذائیت سے بھرپور خوراک کی شکل میں اناج ملتا ہے۔ لیکن یہ دوسری خواتین کے لیے دستیاب نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جب کیراچکا گاؤں کی سرپنچ شیمبائی چوہان سے بات کرنے کی کوشش کی گئی تو پتہ چلا کہ ان کے پنچایت سے متعلق تمام کام ان کے شوہر چندرام چوہان کرتے ہیں۔ چندرام چوہان کا کہنا ہے کہ پنچایت میں ترقی کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے کیراچکا کی ترقی بہت کم ہوئی ہے۔ گرام پنچایت گردیہ میں قبائلی برادری کے لوگوں میں مقامی روزگار اور کھیتی باڑی کی کمی کی وجہ سے ہر سال یہاں سے 50 فیصد سے زیادہ خاندان مزدوری کے لیے مختلف جگہوں پر ہجرت کرتے ہیں۔ اس گاؤں کے زیادہ تر خاندان اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے کے لیے مختلف ریاستوں میں جاتے ہیں۔ منریگا کے بارے میں چندرم کا کہنا ہے کہ یہاں دو ماہ سے زیادہ وقت سے منریگا کا کام بند ہے، جب کہ ان مہینوں میں مزدور گاؤں واپس لوٹ آتے ہیں۔ پنچایت کی طرف سے منریگا کا کام شروع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ یہاں کے ضرورت مند خاندانوں کو روزگار مل سکے۔

گزشتہ ماہ مرکزی کابینہ نے 2024-25 سے 2028-29 تک پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کے تحت گاؤں کی سڑکوں کی ترقی کے لیے تقریباً 70 ہزار کروڑ روپے کی منظوری دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی چھتیس گڑھ حکومت نے بھی گاؤں میں سڑکوں کی بہتری کے لیے 2024-25 کے اپنے بجٹ میں سترہ ہزار 529 کروڑ روپے کا انتظام کیا ہے۔ یہ پچھلے مالی سال سے سات ہزار کروڑ روپے زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ریاست کے تمام دیہاتوں میں سڑکوں کی حالت کو بہتر بنانے پر زور دیا جائے گا۔ گاؤں میں سڑکوں کی حالت بہتر کرنے سے انفراسٹرکچر میں بہتری کی امید کی جا سکتی ہے۔ جو روزگار کے مواقع کھولنے اور ہجرت کو روکنے میں مدد دے سکتا ہے۔ اس سے نہ صرف کیراچکا بلکہ اس جیسے دیگر گاؤں کی ترقی کو آگے بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔ (چرخہ فیچرس)

اسرائیل کا مسجد اقصیٰ کے صحن میں یہودی عبادت گاہ بنانے کا ارادہ: کیا مذہبی جنگ بھڑک سکتی ہے؟

پی ایس آئی

تاریخ میں پہلی مرتبہ اسرائیل مسجد اقصیٰ کے صحنوں میں یہودیوں کے گائیڈڈ ٹورز کے لیے فنڈ مختص کرنے پر راضی ہوا ہے۔ یہ ایک غیر معمولی پیشرفت ہے۔

یہودی پاور پارٹی کے رکن وزیر امیچائی ایلیاہو کی قیادت میں اسرائیلی وزارتِ ورثہ نے مشرقی یروشلم کے پرانے شہر میں اس نئے منصوبے کے لیے رقم مختص کی ہے۔ اسرائیلی براڈکاسٹنگ کارپوریشن کے مطابق وزارت کی طرف سے مختص رقم دو ملین شیکل (اسرائیلی کرنسی) ہے جو تقریبا 550 ہزار امریکی ڈالر کے برابر ہے۔ وزیر الیاہو، قومی سلامتی کے وزیر اتمار بن گویر کی قیادت میں کافی عرصے سے ان دوروں کے لیے ضروری منظوری حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مذہبی جنگ بھڑک سکتی ہے

ان گائیڈڈ ٹورز کو فنڈ دینے کا اعلان بین گویر کے متنازعہ بیانات کے ایک دن بعد سامنے آیا جس میں انھوں نے یروشلم کے قانونی اور تاریخی سٹیٹس کو پر سوال اٹھاتے ہوئے ماؤنٹ ٹیمپل یعنی ہیکل سلیمانی کے مقدس مقام پر یہودی عبادت گاہ کی تعمیر کے لیے اپنی حمایت کا اظہار کیا۔ بین گویر کے بیانات کے بعد اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو کا دفتر فوری طور پر یہ وضاحت دینے پر مجبور ہوا کہ ٹیمپل ماؤنٹ کے سٹیٹس کو میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ سٹیٹس کو سے مراد وہ معاہدہ ہے جس کے تحت یہودی مغربی دیوار تک مخصوص صورتوں میں جا سکتے ہیں لیکن وہاں عبادت نہیں کر سکتے۔ یروشلم میں اسلامی اوقاف کے محکمے کے ایک اہلکار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بی بی سی کو بتایا کہ اسرائیل بن گویر اور الیاہو جیسے اپنے انتہا پسند وزرا کے ذریعے خطے میں کشیدگی کو بھڑکانا چاہتا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اسرائیلی حکومت جنگی حالات اور ہنگامی قوانین سے فائدہ اٹھا کر اسلحے کے زور پر اپنا کنٹرول مسلط کر رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ مسجد اقصیٰ کے صحنوں میں ہونے والی خلاف ورزیاں مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کر سکتی ہیں جو ایک مذہبی جنگ کو بھڑکانے کا سبب بن سکتی ہیں اور ایسی جنگ کے نتائج کا اندازہ لگانا مشکل ہو گا۔ انھوں نے اس بات کا بھی شکوہ کیا کہ اسلامی دنیا اور عرب قوم مسجد اقصیٰ کے بارے میں اپنے فرائض سے غافل ہیں اور اسرائیل کی اجارہ داری کو روکنے کے لیے سیاسی طور پر کچھ نہیں کر رہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ یہ مسلمانوں کا خالص حق ہے۔ اسلامی اوقاف کے محکمے کے اہلکار کا مزید کہنا تھا کہ ان کا محکمہ مسجد اقصیٰ میں اپنے کردار کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے مؤقف پر سختی سے قائم ہے اور اسرائیلی وزرا کے حالیہ غیر ذمہ دارانہ بیانات کے لیے اسرائیلی حکومت کو مکمل طور پر ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ یہ پہلا موقع نہیں تھا جب بین گویر نے یہودیوں کو ٹیمپل ماؤنٹ میں عبادت کرنے کی اجازت دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس مہینے کے شروع میں دو ہزار سے زیادہ یہودی اسرائیلی پرچم لہراتے ان کے ساتھ ٹیمپل ماؤنٹ کے صحن میں داخل ہوئے جس پر خاصا ردِعمل سامنے آیا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے اعلان کیا تھا کہ عبادت گاہ کے صحنوں کے اندر یہودیوں کو عبادت کرنے کی اجازت دی جائے گی، جو ان تاریخی معاہدوں میں ایک واضح تبدیلی ہے جو غیر مسلموں کو مسجدِ اقصیٰ کے صحن میں عبادت کرنے سے روکتے ہیں اور معاہدوں کے لحاظ سے صرف مخصوص اوقات میں ہی یہودیوں کو اندر جانے کی اجازت ہے۔ حالیہ چند مہینوں اور سالوں میں ایسی بہت سے ویڈیو وائرل ہوئی ہیں جن میں یہودیوں کو دستخط شدہ معاہدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ کے صحنوں میں عبادت کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ لیکن اسرائیلی پولیس کا کہنا ہے کہ وہ سٹیٹس کو کو برقرار رکھے ہوئے ہے اور کسی بھی غیر قانونی اقدام کو ہونے سے روک رہی ہے۔ یاد رہے یروشلم تینوں مذاہب اسلام، یہودیت اور مسیحیت کے پیروکاروں کے لیے مقدس مقام ہے۔ مسجد اقصیٰ بیت المقدس کے پرانے شہر کے وسط میں ایک پہاڑی پر واقع ہے جسے مسلمان الحرم الشریف کے نام سے جانتے ہیں۔ الحرم الشریف کمپاؤنڈ میں مسلمانوں کے دو مقدس مقامات موجود ہیں جن میں ڈوم آف دی راک اور اقصیٰ مسجد شامل ہیں جسے آٹھویں صدی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس پورے کمپاؤنڈ کو الاقصیٰ مسجد کہا جاتا ہے۔ تقریباً 35 ایکڑ رقبے پر محیط اس مقام کو یہودی ٹیمپل ماؤنٹ کہتے ہیں جبکہ ڈوم آف دی راک کو بھی یہودی مذہب میں مقدس ترین مقام کا درجہ دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ یہاں کئی پیغمبروں نے عبادت کی جن میں حضرت ابراہیم، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ شامل تھے۔ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ پیغمبر اسلام کو سنہ 620 میں ایک ہی رات کے دوران مکہ سے الاقصیٰ مسجد لایا گیا جہاں سے انھوں نے معراج کا سفر کیا۔ اسی لیے اسے مسلمانوں کے لیے بہت مقدس سمجھا جاتا ہے۔ دوسری جانب یہودیوں کا ماننا ہے کہ شاہ سلیمان نے تین ہزار سال قبل پہلی یہودی عبادت گاہ اسی مقام پر تعمیر کیا تھا۔ اسرائیل کے سیاسی تجزیہ کار یوو سٹرن نے بی بی سی کو بتایا کہ بین گویر مسجد اقصیٰ یا ٹیمپل ماؤنٹ کے سٹیٹس کو کو مکمل طور پر تبدیل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے وہ آگ پر تیل ڈال رہے ہیں۔ سٹرن کا خیال ہے کہ بین گویر کے بیانات کشیدگی بڑھانے کا سبب ہیں اور ان کا اثر خطے پر پڑے گا۔ ان کا خیال ہے کہ بین گویر کے اقدامات کا فوری اور انتہائی خطرناک ردعمل آنے کا امکان ہے اور اس پر فلسطینیوں اور بین الاقوامی برادری کی جانب سے بھی سخت ردعمل آئے گا۔ اسرائیلی تجزیہ کار کا خیال ہے کہ بڑھتی ہوئی سلامتی اور کشیدگی کی تناظر میں بین گویر کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں اور سٹیٹس کو میں تبدیلی کرتے ہوئے ٹیمپل ماؤنٹ پر صورتحال کو بدل سکتے ہیں۔ سٹرن نے بی بی سی کو تصدیق کی کہ بین گویر کے پاس پولیس کی پالیسی کو تبدیل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اسرائیل میں پولیس اب ایک آزاد ادارہ نہیں ہے اور بین گویر ذاتی طور پر پولیس کی پالیسی کو کنٹرول کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کیا یہودی مذہب یہودیوں کو الحرم الشریف میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے؟ الٹرا آرتھوڈوکس سیاسی جماعت ڈیگل توراہ سے منسلک اخبار یتید نیمان نے عربی میں ایک شہ سرخی شائع کی جس میں قومی سلامتی کے وزیر بین گویر کی ٹیمپل ماؤنٹ سے متعلق سرگرمیوں اور اس سائٹ کے بارے میں ان کے تبصروں کی مذمت کی گئی ہے۔ عربی شہ سرخی میں لکھا تھا وزیر بین گویر بار بار نازیبا بیانات دے رہے ہیں اور مقدس شہر کے باشندوں کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ نسل در نسل سے چلتے آ رہے یہودی قوانین کے تمام ثالثوں (یعنی یہودی راہبوں) کی رائے ہے کہ یہودیوں کو مذہبی طور پر ٹیمپل ماؤنٹ پر عبادت کرنے کی سختی سے ممانعت ہے۔ وزیر کے آرمی ریڈیو کو دیے انٹرویو کے دوران اس بیان کے حوالے سے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے صحنوں میں ایک عبادت گاہ تعمیر کریں گے، حریدی اخبار نے بن گویر کو ایک آگ لگانے والا سیاسی کارندہ قرار دیا جو خطے میں پھر سے آگ بھڑکا رہا ہے۔ اسرائیلی ربی الیاہانان ملر کا کہنا ہے کہ قانونی نقطہ نظر سے مسجد اقصیٰ کے صحنوں میں یہودیوں کے داخلے کے حوالے سے تنازعہ ہے۔ یہودی اسے ٹیمپل ماؤنٹ کے نام سے جانتے ہیں۔ آرتھوڈوکس یہودی یروشلم کے پرانے شہر میں مغربی دیوار پر عبادت کرتے ہیں۔ اسرائیل میں سپریم ربینیٹ جو ایک سرکاری مذہبی ادارہ ہے، نے یہودیوں کے وہاں آنے پر پابندی عائد کر دی ہے کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے ظہور اور گائے کو ذبح کیے جانے سے قبل اس مقام پر ان کا داخلہ اس جگہ کی بے حرمتی ہے۔ ربی ملر کے مطابق اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ فتوی اس جگہ کی مسلمانوں یا فلسطینیوں کے نزدیک اہمیت کے باعث دیا گیا ہے بلکہ اس کی وجہ مذہبی ہے جو یہودیوں کو ایک خاص وقت پر یہاں داخل ہونے، اس پر کنٹرول حاصل کرنے اور یہاں عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ تاہم ملر کا کہنا ہے کہ سخت گیر یہودیوں اور مذہبی انتہا پسندوں کے مابین ٹیمپل ماؤنٹ پر یہودیوں کے عبادت کے معاملے پر تنازعہ ہے اور اس کی وجوہات سیاسی ہیں کیونکہ انھیں خدشہ ہے کہ اس علاقے میں یہودیوں کی موجودگی اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کی تباہی بڑے پیمانے پر خونریزی کو ہوا دے سکتی ہے جو عرب اور اسلامی ممالک کو مشتعل کر سکتا ہے۔ اسرائیلی وزیر دفاع نے ایکس پر لکھا کہ ٹیمپل ماؤنٹ کے سٹیٹس کو کو تبدیل کرنا ایک خطرناک، غیر ضروری اور غیر ذمہ دارانہ عمل ہے اور بین گویر کے بیانات اسرائیل ریاست کی سلامتی کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ اپوزیشن لیڈر یائر لاپڈ نے کہا کہ بین گویر کے بار بار متضاد بیانات دینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیتن یاہو اپنی حکومت کا کنٹرول کھو چکے ہیں۔ بتصویر کا کیپشن اسرائیل کے قومی سلامتی کے وزیر اتمار بن گویر نے 13 اگست 2024 کو یروشلم کے پرانے شہر میں مسجد اقصیٰ کا دورہ کیا، یہودیوں میں اسے ٹیمپل ماؤنٹ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

عرب اور بین الاقوامی ردعمل

فلسطینی صدارتی ترجمان نبیل ابو ردینا نے بین گویر کے بیانات کو انتہائی خطرناک قرار دیتے ہوئے کہا۔

بارش کے بعد

ہوگئی رخصت گھٹا بارش کے بعد
اک دیا جلتا رہا بارش کے بعد
میرے بہتے ہوئے آنسو کو دیکھ کر
روپڑی ٹھنڈی بارش کے بعد
میری تنہائی کا دامن تھام کر
کچھ اداسی نے کہا بارش کے بعد
یاد تیری اوڑی کر میں سو گیا
خواب کا در کھل گیا بارش کے بعد
چاند دیکھ کر بادلوں کی قید میں
اک ستارا رو دیا بارش کے بعد
اپنے گھر کی ہر کچی دیوار پر
نام تیرا لکھ دیا بارش کے بعد

غزل

یوں سمجھ، یہ خواب تھا عارض
وہ بھی۔۔۔ . نقلی گلاب تھا عارض
یوں رو نہ تو اس کے بچھڑنے پہ
اس کا ملنا بھی سراب تھا عارض
زندگی کشمکش تھی سانسوں کی
بس کیا تھا، جینا عذاب تھا عارض
نہ تھا نفرتوں کا تذکرہ جس میں
ہم نے پڑھا۔۔ وہ نصاب تھا عارض
کہاں گئے۔۔۔ وہ لوگ محبتوں والے
کیا وہ لہجہ، کیا خطاب تھا عارض
تھے اپنے مقدر میں۔۔۔ ٹوٹتے تارے
آسماں اپنا۔۔ نہ مہتاب تھا عارض
ہوا معتبر جاکے تختہ دار پہ آخر
وہ جو اک خانہ خراب تھا عارض
کیا وہ چہرہ تھا۔۔ چاند سا چہرہ
کیا حسن . . . کیا شباب تھا عارض

ڈاکٹر جاوید اقبال عارض

مسٹر بیسٹ:

قانونی تنازعات کے باوجود دنیا کے سب سے معروف یوٹیوبر کے سبسکرائبرز بڑھتے کیوں جا رہے ہیں؟

پی ایس آئی

پانچ سو کروڑ سے زیادہ فینز، اربوں روپے مالیت کی ذاتی جائیدادیں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کاروبار کے ساتھ جمی ڈونلڈسن عرف مسٹر بیسٹ یوٹیوب کے سب سے بڑے سٹار ہیں۔مسٹر بیسٹ سے یوٹیوب کے سب سے بڑے انفلوئنسر کا ٹائٹل چھیننا شاید کسی کے لیے آسان نہیں ہوگا تاہم آج کل انھیں ایک عدالتی مقدمے کا سامنا ہے جو کہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا امتحان ثابت ہو سکتا ہے۔پرائم ویڈیو کے لیے بنائے جانے والے پروگرام بیسٹ گیمز میں شرکت کرنے والی پانچ خواتین نے مسٹر بیسٹ کی پروڈکشن کمپنی مسٹر بی 2024 اور ایمازون کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا اعلان کیا ہے۔بیسٹ گیمز کو دنیا کا سب سے بڑا رئیلٹی شو کہا جاتا ہے اور اس قانونی تنازعے کے بعد اگر یہ پروگرام اب بھی شیڈول کے مطابق نشر ہوتا ہے تو اس میں ایک ہزار سے زائد افراد 50 لاکھ ڈالر کی انعامی رقم کا تعاقب کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔قانونی دستاویز میں الزامات عائد کیے گئے ہیں کہ ماضی میں اِس شو میں شرکت کرنے والے افراد مجموعی طور پر تکلیف سے گزرے وہ بھی ایسے ماحول میں جہاں منظم طریقے سے زن بیزاری اور جنسی تعصب کا کلچر موجود تھا۔مسٹر بیسٹ کو شمار انٹرنیٹ پر خوشگوار شخصیات میں ہوتا ہے لیکن ان الزامات کے سبب ان کی ساکھ کو نقصان پہنچا ہے۔میں نے اس دستاویز کو پڑھا اور وہاں لکھا تھا کہ شو میں شریک افراد کو خوراک کی کمی اور تھکان کا سامنا رہا۔یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ کھانا وقفے وقفے سے اور انتہائی کم دیا گیا جس کے سبب لوگوں کی صحت کو خطرہ لاحق ہوا۔اس قانونی دستاویز کے ایک حصے میں تقریباً تمام ہی دعوؤں کو چھپا دیا گیا ہے۔تاہم وہاں یہ ضرور لکھا ہے کہ ملزمان نے ایک ایسا کلچر بنایا یا پنپنے کی اجازت دی جہاں (پروگرام کے شرکا کو) جنسی ہراسانی کا سامنا کرنا پڑا۔رواں برس اگست میں امریکی اخبار نیو یارک ٹائمز نے بیسٹ گیمز میں حصہ لینے والے ایک درجن سے زیادہ افراد سے بات کی تھی اور خبر دی تھی کہ پروگرام کے دوران متعدد افراد کو ہسپتال جانا پڑا۔ایک شخص نے اخبار کو یہ بھی بتایا کہ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا جب انھیں 20 گھنٹوں تک کھانا ہی نہیں دیا گیا۔شرکا نے یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ انھیں وقت پر دوائیاں بھی نہیں فراہم کی گئیں۔بی بی سی مسٹر بیسٹ اور ایمازون سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہے، تاہم انھوں نے ان الزامات پر تاحال کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے۔یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان الزامات سے یوٹیوب کے بے تاج بادشاہ کی مقبولیت کو نقصان پہنچے گا؟

بڑھتی ہوئی مقبولیت اور فلاحی کام

مسٹر بیسٹ اس برس متعدد تنازعات کا شکار رہے لیکن کوئی بھی تنازع ان کی شہرت کو نقصان نہیں پہنچا سکا۔رواں برس جولائی میں ایک 26 سالہ امریکی شہری نے کہا تھا کہ انھوں نے ایک نجی تفتیش کار کی خدمت حاصل کی ہیں تا کہ وہ مسٹر بیسٹ کی سابق ساتھی ایوا کرس ٹائسن کے خلاف ایک نوجوان کو ہراساں کرنے کی تحقیقات کر سکیں۔ایوا نے الزامات کی تردید کی تھی، لیکن انھوں نے ماضی میں اپنے رویے پر معذرت کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ناقابل قبول تھا۔اس کے بعد ایک نامعلوم یوٹیوب چینل کی جانب سے بھی مسٹر بیسٹ کے کاروبار کرنے کے طریقہ کار کے حوالے سے الزامات عائد کیے گئے تھے۔اس وقت یہ دعویٰ سامنے آیا تھا کہ وہ یوٹیوب چینل مسٹر بیسٹ کے ایک سابق ملازم کا ہے۔بی بی سی آزادنہ طور پر ان دعوؤں اور الزامات لگانے والے شخص کی شناخت کی تصدیق نہیں کر سکا ہے۔لیکن ان تمام الزامات کے باوجود بھی مسٹر بیسٹ کا کاروبار بڑھتا رہا ہے۔بدھ کو قانونی دستاویز کے منظر عام پر آنے سے قبل مسٹر بیسٹ نے معروف سوشل میڈیا شخصیات کے ایس آئی اور لوگن پال کے ساتھ مل کر کھانے کی اشیا کے نئے کاروبار کی بنیاد رکھی تھی۔مسٹر بیسٹ کی ویڈیوز پر بڑا بجٹ خرچ ہوتا ہے اور سکوئڈ گیمز کی طرز پر بنائی گئی ان کی ویڈیو پر اب تک 652 ملین ویوز آ چکے ہیں۔ان کے زیادہ تر فلاحی کام تنازعات سے پاک ہیں، جیسے کہ لوگوں کو گھر مہیا کرنا، پیسے دینا یا گاڑیاں تحفے میں دینا۔ان تمام کاموں کے سبب ان کی ساکھ انٹرنیٹ پر ایک اچھے شخص کی سی بن گئی ہے۔ان کی ویب سائٹ کے مطابق وہ دنیا بھر میں اب تک ڈھائی کروڑ افراد کو کھانا فراہم کر چکے ہیں۔لوگ اب بھی سوشل میڈیا پر ان کے چینلز کو لاکھوں کی تعداد میں فالو کر رہے ہیں۔صرف رواں برس جون میں ہی انھیں اتنے لوگوں نے فالو کیا کہ یوٹیوب پر ان کا اکاؤنٹ دنیا کا سب سے بڑا چینل بن گیا۔انٹرنیٹ پر فالورز کے اعداد و شمار رکھنے والی ویب سائٹ سوشل بلیڈ کے مطابق پچھلے 30 دنوں میں مسٹر بیسٹ کے چینل پر 50 لاکھ نئے سبسکرائبرز آئے ہیں۔لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم کہ اس عرصے میں انھیں کتنے لوگوں ان سبسکرائب کیا۔

یوٹیوب پر معافیاں

مسٹر بیسٹ وہ واحد یوٹیوبر نہیں جن کی مقبولیت تنازعات کی مرہونِ منت ہے بلکہ یہاں ایسی بھی شخصیات ہیں جنھیں نہ صرف معافی مانگنی پڑی بلکہ دیگر نتائج بھی بھگتنے پڑے۔سنہ 2018 میں لوگن پال اس وقت تنقید کے طوفان کی زد میں آئے جب انھوں نے یوٹیوب پر اپنے ڈیڑھ کروڑ سبسکرائبرز کے لیے ایک ایسے ویڈیو اپلوڈ کر دی جس میں بظاہر خودکشی کرنے والے ایک شخص کا جسم دکھایا گیا تھا۔لوگن پال نے نہ صرف یہ ویڈیو ڈیلیٹ کردی بلکہ معذرت پر مبنی ایک ویڈیو بھی اپلوڈ کی۔اب یوٹیوب پر لوگن پال کے دو کروڑ 30 لاکھ سبسکرائبرز ہیں، وہ ایک سپورٹس ڈرنک متعارف کروا چکے ہیں اور رواں برس اگست تک وہ ڈبلیو ڈبلیو ای میں یونائیٹڈ سٹیٹس چیمپیئن بھی تھے۔یو ڈائی پائے، جیمز چارلس اور جیفری سٹار سمیت دیگر یوٹیوبرز بھی متعدد تنازعات کا شکار رہے لیکن وہ معذرت کرنے کے بعد اپنے کیریئر میں آگے بڑھ گئے۔حال ہی میں ڈاکٹر ڈس ریسپیکٹ نامی یوٹیوبر نے اعتراف کیا تھا کہ انھوں نے سنہ 2017 میں ایک کم عمر شخص کو پیغامات بھیجے تھے۔انھوں کہا تھا کہ کوئی غیر قانونی عمل نہیں ہوا، تصاویر نہیں شیئر کی گئیں اور کوئی جرم نہیں سرزد ہوا۔یہ بیان اپلوڈ کرنے کے بعد تقریباً دو مہینوں تک انھوں نے سوشل میڈیا پر کوئی مواد نہیں شیئر کیا۔سٹریمز چارٹس کے مطابق رواں برس امریکہ میں سب سے زیادہ دیکھے جانے والے یوٹیوبرز میں ڈاکٹر ڈس ریسپیکٹ دوسرے نمبر پر ہیں۔اہم نقطہ یہ ہے کہ: یوٹیوبرز کو جلدی معافی مل جایا کرتی ہے۔

مسٹر بیسٹ کو کس صورتحال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؟

تمام تنازعات کے باوجود مسٹر بیسٹ کی مقبولیت بڑھتی جا رہی ہے، لیکن حالیہ قانونی معاملے پر ان کے ممکنہ اقدامات مستقبل میں ان کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ کریں گے۔سیوی مارکیٹنگ کے چیف سٹریٹجی آفیسر جیمز لون کہتے ہیں کہ مسٹر بیسٹ ایک انوکھی پہچان رکھتے ہیں اور ان کا برانڈ متعدد انڈسٹریوں میں آگے بڑھ رہا ہے۔ایک اچھی اپروچ، مسائل کو شفافیت سے حل کر کے اور احتساب کو یقینی بنا کر مسٹر بیسٹ اپنے برانڈ کی ساکھ کو بچا سکتے ہیں۔برانڈ ایکسپرٹ کیترین شلورتھ کہتی ہیں کہ مسٹر بیسٹ کی مقبولیت شاید ان کے بچا کا ذریعہ بن جائے لیکن حالیہ قانونی مقدمہ انھیں تھوڑا پیچیدہ معاملہ لگتا ہے۔وہ کہتی ہیں کہ والدین ان کی مصنوعات سے اپنے بچوں کو دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو شفافیت اور اخلاقیات سے متعلق تنازعات میں گھری ہوں۔اگست 2023 میں میں نے پیش گوئی کی تھی کہ مسٹر بیسٹ یوٹیوب کے بادشاہ ہوں گے اور یہ سچ ثابت ہوئی۔اب ان کی شہرت تو بڑھ رہی ہے لیکن انھیں اب اضافی چیلنجز کا بھی سامنا ہے۔انٹرنیٹ پر لوگ بیسٹ گیمز کے تنازع سے متعلق مسٹر بیسٹ کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں کیونکہ اب تک جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ یکطرفہ معلوم ہوتی ہیں۔

غزل

دونوں جہاں تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے
ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اُداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے
اِک فرصتِ گناہ ملی، وہ بھی چار دن
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے
دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے
بھولے سے مسکرا تو دیے تھے وہ آج فیض
مت پوچھ ولولے دلِ ناکردہ کار کے

فیض احمد فیض

غزل

ملے گئی شیخ کو جنت، ہمیں دوزخ عطا ہوگا
بس اتنی بات ہے جس کے لئے محشر بپا ہوگا
رہنے دو دو فرشتے ساتھ اب انصاف کیا ہوگا
کسی نے کچھ لکھا ہوگا کسی نے کچھ لکھا ہوگا
بروز حشر حاکم قادر مطلق خدا ہوگا
فرشتوں کے لکھے اور شیخ کی باتوں سے کیا ہوگا
تری دنیا میں صبر و شکر سے ہم نے بسر کر لی
تری دنیا سے بڑھ کر بھی ترے دوزخ میں کیا ہوگا
سکون مستقل دل بے تمنا شیخ کی صحبت
یہ جنت ہے تو اس جنت سے دوزخ کیا برا ہوگا
مرے اشعار پر خاموش ہے جز بز نہیں ہوتا
یہ واعظ واعظوں میں کچھ حقیقت آشنا ہوگا
بھروسہ کس قدر ہے تجھ کو اختر اس کی رحمت پر
اگر وہ شیخ صاحب کا خدا نکلا تو کیا ہوگا

ہری چند اختر

ہمیں اپنے چہرے پر موجود مہاسے پھوڑتے ہوئے کراہت کیوں نہیں آتی

پی ایس آئی

بہت سے لوگ ایسا کام کرنے سے نہیں ہچکچاتے جو انھیں خود بھی ناگوار گزرتا ہے جیسا کہ چہرے پر نکلنے والے مہاسے پھوڑنا اور عجیب وغریب ویڈیوز دیکھنے میں گھنٹوں گزار دینا۔۔۔ مگر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ لندن سکول آف ہائیجین سے منسلک ڈاکٹر ویل کرٹس وضاحت کرتی ہیں کہ اکثر لوگوں کو ناگوار گزرنے والی چیزیں پسند آنے کے پیچھے ارتقائی عوامل کارفرما ہیں۔ لیکن اگر آپ کو اس نوعیت کی تفصیلات زیادہ ناگوار گزرتی ہیں تو ہوشیار ہو جائیں کیونکہ اس رپورٹ میں آگے چل کر ہم ممکنہ طور پر ناگوار موضوعات پر بات کرنے جا رہے ہیں!

کراہت محسوس کرنے کی نوعیت

کسی بدصورت چیز کو دیکھ کر ہمیں کراہت کا احساس کیوں ہوتا ہے؟

ڈاکٹر کرٹس کا کہنا ہے کہ کراہت محسوس کرنا ہمارے جینز کا حصہ ہے۔ اگر ہمارے آباواجداد میں کراہت آنے کا احساس یا حِس نہ ہوتی تو وہ ایسی چیزیں کھا لیتے یا چھو لیتے جو انھیں نہیں کھانی یا چھونی چاہییں تھیں۔ یہ ایک جینیاتی عمل ہے۔ ہم سب میں ایک قدرتی قوت موجود ہے جس کی وجہ سے ہم خراب یا خوفناک چیزوں سے دور جاتے ہیں جبکہ ہمارے لیے جو اچھا ہے جیسا کہ کھانا، ہمیں ایسی چیزوں کی چاہت ہوتی ہے۔ چیزوں کے ناگوار گزرنے کی وجہ سے ہمارے آباواجداد سڑے ہوئے کھانوں میں موجود نقصان پہنچانے والے جراثیموں سمیت زہریلے پانی، کچرے اور مرے ہوئے جانور کھانے سے محفوظ رہے۔ ڈاکٹر کرٹس کے مطابق جن لوگوں میں ناگوار محسوس کرنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے ان کی صحت بھی قدرے بہتر ہوتی ہے اور وہ دلکش بھی لگتے ہیں۔ اپنی اولاد میں یہ ڈسگسٹ جینز یعنی ناگوار محسوس کرنے کے جینز بھی منتقل کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر کرٹس کہتی ہیں کہ جو لوگ صحت کے معاملے میں احتیاط سے کام لیتے تھے ان کے بچے بھی صفائی کا خیال رکھتے تھے۔

طبیعت پر کچھ گراں گزرنے کی کیا علامات ہوتی ہیں؟

ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو ہمیں ناگوار گزرتی ہیں لیکن ہم یہ کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی چیز ہمیں محض ناپسند ہے یا واقعی ہماری طبیعت پر گراں گزرتی ہیں؟

ڈاکٹر کرٹس کا کہنا ہے کہ ہمیں وہ چیزیں ناگوار لگتی ہیں جن سے ہم بیمار ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہو سکتا ہے آپ کو پنیر کا ذائقہ پسند نہیں ہو لیکن اسے کھا کر آپ کی طبیعت خراب نہیں ہو گی۔ لیکن اگر آپ اسی پنیر پر لال بیگ بیٹھا ہوا دیکھ لیں تو آپ کا دل خراب ہو جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے وہ لال بیگ ٹوائلٹ سے آیا ہو اور اس کے ساتھ بہت سے امراض پھیلانے والے جراثیم ہوں۔ ناگوار گزرنے والی چیزوں سے نفسیاتی ردعمل سامنے آتے ہیں۔ توجہ: جب آپ کو کوئی ایسی چیز نظر آتی ہے تو آپ اپنا کام روک دیتے ہیں اور اس چیز کو کچھ فاصلے پر رہ کر غور سے دیکھتے ہیں۔ کانپنا یا پسینہ چھوٹنا: بعض اوقات ایسا منظر دیکھ کر ہتھیلیاں گیلی ہو جاتی ہیں۔ آپ اپنے ہاتھ ہوا میں اٹھا لیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس چیز سے دور ہو جائیں۔ اس چیز کو چھوئیں نہیں یا اسے بغیر چھوئے پھینک دیں۔ عجیب سا منھ بنانا: آپ اپنا منھ زور سے بند کر لیتے ہیں یا اپنی زبان باہر نکال لیتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے آپ اپنی زبان سے کسی چیز کو پیچھے دھکیل رہے ہوں۔ ابکائی آنا: اگر یہ چیز خاص طور پر کوئی کھانے کی چیز ہو تو آپ کا معدہ آپ کو وہ چیز کھانے سے روکتا ہے۔ ابکائی بھی اسی لیے آتی ہے کیونکہ آپ کا ذہن آپ کو اس کھانے کی چیز کی قے کرنے کے لیے تیار کر رہا ہوتا ہے۔ اب آپ کو کوئی چیز ناگوار گزرے تو اس کی علامات پتہ چل گئی ہیں۔ دیکھتے ہیں آپ باقی کا مضمون پڑھنا آپ کو ناگوار گزرتا ہے یا آپ برداشت کر جاتے ہیں۔

ہم ناگوار گزرنے والی چیزوں کی جانب کیوں راغب ہوتے ہیں؟

وہ کیا وجوہات ہیں جن سے ہماری توجہ ناگوار گزرنے والی چیزوں کی جانب مبذول ہو جاتی ہے؟ ڈاکٹر کرٹس نے بتایا جب ہم چھوٹے ہوتے ہیں تو یہ سیکھنا اور سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے کہ کس چیز سے ہمیں ڈر لگنا چاہیے اور کیا چیز ہمیں ناگوار گزرنی چاہیے۔ ہم سب کچھ نیا سیکھنے کے مواقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ اسے سیکھنے کا کھیل بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک اور نظریہ ہے جس کے مطابق ہمیں برے خواب، خاص طور پر جن میں ہم کسی چیز سے ڈر کر بھاگ رہے ہوتے ہیں، اس لیے آتے ہیں کیونکہ ہمارا ذہن اصل زندگی میں ایسی صورتحال کے لیے ہمیں تیار کر رہا ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ ہمارے اندر یہی ردعمل سامنے آتا ہو جب ہم کسی ناخوشگوار چیز کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر کرٹس نے کہا ایک طرح سے یہ ڈر والی کیفیت ہوتی ہے۔ مثلاً ہمیں رولر کوسٹرز پسند ہوتی ہیں کیونکہ یہ خوفناک ہوتی ہیں اور بے سکونی پیدا کرتی ہیں لیکن ان کی مدد سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خوفزدہ ہونے والی کیفیت کیسی ہوتی ہے۔ ہم سب میں کچھ سیکھنے کی چاہت ہوتی ہے اور ہم سب کسی نئی چیز کو موقع دینا چاہتے ہیں بشرطیکہ ہم اسے ایک محفوظ طریقے سے سیکھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اس لیے آپ ایک پس یا پیپ سے بھرا مہاسہ نوچ لیتے ہیں یا کچرے دان کا ڈھکن اٹھا کر بدبو سونگھ لیتے ہیں جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ بو کتنی بری ہو گی۔ انھوں نے بتایا آپ کا دماغ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ایسی صورتحال میں کیا ہو گا بشرطیہ کہ اس میں خطرہ نہ ہو۔ یہ تجربہ آپ کے ذہن میں بیٹھ جاتا ہے تاکہ مستقبل میں جب اسی طرح کی صورتحال کا سامنا ہو تو آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا ردعمل کیا ہونا چاہیے۔ آپ اپنے ذہن کی تربیت کر رہے ہوتے ہیں کہ دیکھتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے۔ چھوٹے بچے اپنے پاخانے میں انگلی ڈال کر اسے چاٹ لیتے ہیں لیکن یہ غلطی وہ ایک بار کرنے کے بعد دہراتے نہیں ہیں!۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جانا کسے کہتے ہیں، لیکن بات اگر کسی چیز کے گراں گزرنے کی ہو تو یہ محض الفاظ نہیں ہیں۔ ڈاکٹر کرٹس نے کہا سوچیں اگر آپ کے پورے سر میں جوئیں پڑ جائیں۔ آپ بہت زیادہ سر کھجانے لگیں گے۔ یہ ایک اور طریقے کا کسی چیز کے ناگوار گزرنے کا ردعمل ہوتا ہے۔ آپ اپنے سر میں اپنے ناخن گھساتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جوؤں کو پکڑ کے نکال لیں۔ یہ ردعمل بھی ارتقائی طریقوں کی باقیات میں سے ایک ہو سکتا ہے جس میں ہم خود کو پسوؤں کے کاٹنے سے بچانا چاہتے ہوں مثلاً جوئیں، کھٹمل اور دیگر خون چوسنے والے کیڑے۔ مہاسوں کو نوچنے کی ایک وجہ ارتقائی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ ماضی میں اس طرح کے کئی کیڑے مکوڑے تھے جو ہماری جلد کے اندر گھس جاتے تھے۔ اس لیے جب آپ کے چہرے پر مہاسے نکلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے یہاں پسو ہو گا۔ تو قدرتی طور پر آپ کا یہی ردعمل ہوتا ہے کہ آپ مہاسے کو نوچیں اور اس میں جو بھی ہے اسے نچوڑ کر باہر نکال لیں۔ یہ سب پڑھ کے آپ کو کھجلی محسوس ہوئی؟ یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے کہ جب ہم کوئی ناگوار چیز دیکھیں یا سنیں تو ہمیں اسے کھجانے یا نوچنے کا دل کرے۔ تحقیق میں یہ سامنے آیا ہے کہ جب آپ مہاسے نوچتے ہیں تو آپ کے دماغ میں ڈوپامین (خوشی کا ہارمون) نکلتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مہاسے کی وجہ سے اس کے اردگرد کی جلد پر جو دباؤ محسوس ہوتا ہے وہ بھی کم ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر کرٹس نے بتایا کہ یہ صرف ایک کھیل نہیں ہے۔ ایسا کرنے میں ہمیں مزا اس لیے آتا ہے کیونکہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس پسو کو نکال کر پھینک رہے ہیں جو ہمیں اندر سے کھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایگرافوبیا اور کئی بار ایک ہی کام کرنے کا مرض

ارتقائی طور پر ہمارے دماغ کو لگتا ہے کہ اگر ہم مہاسے کو نوچیں گے تو ہمیں اچھا محسوس ہو گا۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے دماغ سے ملنے والے اس پیغام کی پیروی کریں۔ جلد کے ماہر ڈاکٹر بھی آپ کو یہی مشورہ دیں گے کہ آپ اپنے مہاسوں کی جان چھوڑ دیں۔ مہاسوں کو نوچنا مسئلہ بن سکتا ہے اگر اس کا جنون چڑھ جائے یا اس کی وجہ سے جنونی حد تک کوئی شخص اپنے چہرے کی صفائی کرنے لگے۔ اس کی ایک مثال حد سے زیادہ پریشانی میں اپنے بال نوچنا یا پھر انھیں بار بار دھونا ہے۔ اگر مہاسوں کو بہت زیادہ نوچا جائے تو جلد پر گہرے زخم پڑ سکتے ہیں۔ ڈاکٹر کرٹس کے مطابق ناگوار چیزوں کی طرف لوگوں کا ردعمل ایک گھنٹی کی مانند ہے۔ کچھ لوگوں کا سخت ردعمل آتا ہے جبکہ کچھ لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا تاہم زیادہ تر لوگوں کو کسی نہ کسی درجے کی کراہت ضرور محسوس ہوتی ہے۔ زیادہ تر لوگ بیچ میں ہیں۔ جن لوگوں کو چیزیں شدید ناگوار گزرتی ہیں انھیں روزمرہ کی زندگی میں بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ لوگوں کو صفائی کی اتنی زیادہ پریشانی ہوتی ہے کہ وہ ذہنی مریض بن جاتے ہیں۔ انھیں نہ کسی اور کا ان کو چھونا پسند ہوتا ہے نہ وہ خود کسی کے قریب جا پاتے ہیں کیونکہ انھیں خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ بیمار نہ پڑ جائیں۔ اس طرح کے شدید ذہنی عارضے کا شکار ہونے والے لوگوں کو 'ایگرافوبیا' ہوتا ہے جس میں انسان کو کھلی جگہوں سے خوف آتا ہے۔ تاہم اس کا الٹ بھی ایک مسئلہ بن سکتا ہے۔ اگر لوگوں میں کسی چیز کی جانب ناگوار گزرنے کا ردعمل بہت کم ہو تو انھیں گندگی میں رہنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس سے نہ صرف ان کی اپنی صحت پر برا اثر پڑتا ہے بلکہ جو لوگ ان کے ساتھ کام کرتے ہیں، وہ بھی ان سے دور بھاگتے ہیں۔

خانقاہ سے نائٹ کلب تک:

ہسپانوی بچے کی کہانی جسے ایک بودھ لاما کا دوسرا جنم قرار دیا گیا

پی ایس آئی

اوسیل ہیٹا ٹوریس کمسن تھے جب دلائی لاما نے ان کی پہچان ایک تبّتی روحانی پیشوا کے دوسرے جنم کی صورت میں کروائی تھی۔ دو ہسپانوی ہپیوں کی اولاد اوسیل 1985 میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والدین نے ابیزا میں تبّتی بودھ استاد لاما یشی سے ملاقات کے بعد بدھ مت قبول کیا تھا۔ لاما یشی دوسرے راہبوں سے مختلف تھے۔ وہ اپنے مزاحیہ اور غیر روایتی انداز کے ساتھ 1970 کی دہائی کے دوران مغرب میں بدھ مت کو پھیلانے والے اولین لوگوں میں سے ایک تھے۔ اوسیل کبھی بھی لاما یشی سے نہیں ملے۔ درحقیقت وہ اوسیل کی پیدائش سے ایک سال پہلے فوت ہو گئے تھے لیکن ان کی زندگی کا اوسل کی شخصیت پر غیر معمولی اثر پڑا۔ تبّتی بدھ مت میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عظیم استاد یہ انتخاب کر سکتے ہیں کہ وہ کہاں اور کس کے ذریعے دوبارہ جنم لیں گے تاکہ وہ دنیا کو بدھ مت کی تعلیم دینے کا اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ لاما یشی کی موت کے بعد ان کے اہم شاگرد لاما زوپا نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے استاد ایک مغربی باشندے کے طور پر دوبارہ پیدا ہونے کے لیے زمین پر واپس جا رہے ہیں۔ جب سپین میں ان کی ملاقات اوسیل سے ہوئی جو اس وقت صرف 18 ماہ کے تھے تو زوپا کو یقین ہو گیا کہ انھوں نے اس باشندے کو ڈھونڈ لیا ہے۔ اوسل کی کہانی کچھ یوں ہے۔ 1970 کی دہائی میں لاما یشی اور ان کے شاگرد لاما زوپا ابیزا کے سفر پر گئے جہاں میرے والدین کی ان سے ملاقات ہوئی۔ اس دورے کے دوران میرے والدین لاما یشی سے اتنے متاثر ہوئے کہ انھوں نے سپین کے جنوب میں منتقل ہونے اور الپوہارا کے پہاڑوں میں بدھ مت کا مرکز شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے دلائی لامہ کو بھی وہاں آنے کی دعوت دی اور جب وہ وہاں آئے تو وہ اس جگہ سے بہت متاثر ہوئے کیونکہ وہ بہت زیادہ تبت جیسی تھی۔ لہذا انھوں نے اس جگہ کو اوسیل لنگ کا نام دیا جس کا مطلب تبّتی زبان میں صاف روشنی کی جگہ ہے۔ اس طرح مجھے اپنا نام ملا کیونکہ کچھ سال بعد جب میں پیدا ہوا تو میرے والدین نے مجھے اوسیل کا نام دیا۔ میں اپنے والدین کے استاد لاما یشی کی موت کے صرف 11 ماہ بعد پیدا ہوا تھا۔ وہ میری پیدائش سے پہلے ہی وہ اس چیز کے متلاشی تھے کہ لاما یشی نے دوسرے جنم کس شکل میں لیا اور جب یشی کے اہم شاگرد لاما زوپا نے مجھے 14 ماہ کی عمر میں دیکھا تو انھوں نے میری نشاندہی کی اور سوچا کہ میں ہی وہ فرد ہوں۔ چند ماہ بعد مجھے آزمائش کے لیے انڈیا لے جایا گیا۔ انھوں نے جو اہم ٹیسٹ کیے ان میں سے ایک یہ تھا کہ بہت ساری چیزیں میرے سامنے رکھی گئیں، جیسے گھنٹیاں، گلاب اور ڈھول۔ انھوں نے مجھ سے ان میں سے وہ چیزیں منتخب کرنے کو کہا جو لاما یشی کی تھیں اور میں نے ہر بار ان کی درست شناخت کی حالانکہ میں نے انھیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ان لوگوں کو بھی پہچان لیا جنھیں میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ان مقامات کو بھی جہاں میں کبھی نہیں گیا تھا۔ آخر کار مجھے دلائی لامہ سے ملوانے لایا گیا جنھوں نے باضابطہ طور پر مجھے لامہ یشی کے دوبارہ جنم کے طور پر تسلیم کیا۔ جب اس کا اعلان کیا گیا تو ایک بڑی تقریب ہوئی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس وقت میں صرف دو سال کا تھا۔ مجھے تخت پر بیٹھ کر سینکڑوں راہبوں اور خیر خواہوں کو دعائیں دینی تھیں۔ اس کے بعد مجھے تین سال کے لیے دورے پر لے جایا گیا، جہاں میں نے بودھ مذہب کے ان تمام مراکز کا دورہ کیا جن کی بنیاد لاما یشی نے دنیا بھر میں رکھی تھی۔ پھر جب میں چھ سال کا ہوا تو مجھے انڈیا کے جنوب میں واقع کرناٹک کی سیرا جے خانقاہ لے جایا گیا جہاں مجھے لاما یشی کی طرح راہب بننے کے لیے پڑھائی شروع کرنی پڑی۔ اس سارے عرصے کے دوران میں اپنے خاندان سے دور تھا۔ میری دیکھ بھال راہب کر رہے تھے لیکن میری دیکھ بھال کرنے والے لوگ مسلسل تبدیل ہو رہے تھے۔ اس عرصے کے دوران میں نے اپنے والدین کو بہت کم دیکھا۔ اس کے نتیجے میں، میں نے محسوس کیا کہ میرا ان کے ساتھ مضبوط جذباتی تعلق نہیں رہا۔

بڑھتی عمر اور بغاوت

بڑے ہوتے ہوئے میں جس دبا کا سامنا میں نے کیا وہ ناقابلِ بیان تھا۔ ایک بچے کے طور پر یہ میرے لیے واقعی مشکل تھا۔ کبھی کبھی مجھے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دی جاتی تھی لیکن چونکہ میں لاما یشی کا دوبارہ جنم تھا اس لیے میرے ساتھ مختلف سلوک کیا گیا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ دوسرے بچے مجھے چھوئیں یا میرے ساتھ قریبی رابطے میں رہیں تاکہ مجھ پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ موسیقی سننے، گیمز کھیلنے یا ٹی وی دیکھنے کے معاملے بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ ان سب کو توجہ بٹانے والے معاملات قرار دیا جاتا تھا۔ خانقاہ کی زندگی میں صرف مطالعہ اور مراقبہ تھا۔ چونکہ میں لاما یشی کا دوسرا جنم تھا اس لیے بہت سے لوگ خانقاہ میں آ کر مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ اس لیے روزانہ تقریبا 40 منٹ کے لیے میں ایسے لوگوں سے ملتا تھا۔ اس وقت بیرونی دنیا سے میرا صرف یہی رابطہ تھا۔ کبھی کبھار جن لوگوں سے میری ملاقات ہوتی تھی وہ میرے لیے ممنوعہ اشیا لے کر آتے تھے۔ وہ چیزیں جن کی ہمیں خانقاہ میں استعمال کی اجازت نہیں تھی جیسے مغربی موسیقی کی کیسٹس اور سی ڈیز۔ مجھے ٹریسی چیپمین کی ایک کیسٹ، لنکن پارک کی سی ڈی، لمپ بزکٹ کی سی ڈی اور ایسٹوپا نامی مشہور ہسپانوی گروپ کا ایک ریکارڈ بھی دیا گیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں انھیں اپنے کمرے میں یا باتھ روم میں ایئر فونز کی مدد سے سنتا تھا لیکن مجھے انھیں چھپانا پڑتا تھا کیونکہ اگر انھیں سی ڈیز مل جاتیں تو وہ انھیں ضبط کر لیتے تھے۔ مجھے اسے سمجھنے میں کچھ وقت لگا۔ پہلی بار جب میں نے لنکن پارک کو سنا، تو میں نے کہا یہ موسیقی نہیں ہے، یہ صرف شور ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ میں سمجھنے لگا کہ گانے میں کیا کہا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر وہ احساس کہ آپ کو سمجھا نہیں گیا۔ میں اسے سمجھ سکتا تھا کیونکہ مجھے بھی غلط سمجھا گیا تھا، میں اپنی پہچان چاہتا تھا، میں چاہتا تھا جو میں ہوں اس حیثیت سے مجھ سے پیار کیا جائے۔ لیکن خانقاہ میں، میں نے محسوس کیا کہ لوگ واقعی یہ جاننا نہیں چاہتے تھے کہ میں کون ہوں میرے والدین سمیت ہر کوئی چاہتا تھا کہ میں اپنا کردار ادا کروں۔ جوں جوں میں بڑا ہوتا گیا اور زیادہ باغی ہوتا گیا۔ میں نے خانقاہ میں مزید ممنوعہ اشیا لانا شروع کر دیں۔ جب میں 16 سال کا تھا تو میرے پاس دو کمپیوٹر، ایک باکسنگ بیگ اور ایک گٹار تھا اور ان چیزوں نے مجھے بیرونی دنیا کا حصہ بننے کا احساس دیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں اپنے ایک قریبی دوست کے ساتھ ممنوعہ اشیا کا تبادلہ کرتا تھا جو کسی اور لاما کا دوسرا جنم تھا۔ ان کے پاس برٹنی سپیئرز کنسرٹ کی ویڈیو تھی اور وہ رقص کی مشق کر رہا تھا۔ اس وقت تک ہمیں علم نہیں تھا کہ رقص کیا ہوتا ہے لہذا جب ہمیں برٹنی کی ویڈیو ملی تو ہم گھبرا گئے۔ وہ مجھے ایک ہفتے کے لیے ویڈیو ادھار دیتا اور پھر جب ہم دوبارہ ملتے تھے تو ہم موازنہ کرتے تھے کہ کس نے بہتر رقص کیا۔ اس سب میں ہمیں بہت مزہ آیا۔ اسی عمر کے آس پاس میں نے ادارے کو قائل کیا کہ مجھے مغربی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے ان سے کہا میں ایک مغربی باشندے کے طور پر پیدا ہوا ہوں، اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ لاما یشی مغربی لوگوں کے ساتھ گہری سطح پر جڑنا چاہتے ہیں اور مغربی نفسیات اور طرز زندگی کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ لہذا میں نے ان سے بات کی کہ میں سپین کے ایک سیکنڈری سکول میں عام بچوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کے لیے دو ماہ کے لیے سپین جا سکتا ہوں اور اپنے خاندان کے ساتھ رہ سکتا ہوں۔ میں نے اپنا نام بدل کر نکولس رکھ لیا تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے کہ میں کون ہوں۔ مجھے ایک بڑا ثقافتی دھچکا لگا۔ سکول میں سب سے پہلے جس چیز نے مجھے حیران کیا وہ یہ تھی کہ بچے بڑوں کا احترام نہیں کرتے تھے۔ تبّتی ثقافت میں، والدین اور اساتذہ مقدس ہیں۔ والدین ہمیں ہماری زندگی دیتے ہیں اور اساتذہ حکمت۔ یہاں تک کہ کاغذ کا ایک ٹکڑا جس پر کچھ لکھا ہوا ہے مقدس ہے کیونکہ یہ ہمیں کچھ نہ کچھ سکھاتا ہے۔ سماجی طور پر بھی، یہ ایک بہت بڑا بدلا تھا۔ سکول میں پہلے تین ہفتوں تک مجھے ہر روز تنگ کیا جاتا تھا لیکن میں نے برا نہیں منایا۔ درحقیقت میں خوش تھا کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ میں دوسرے بچوں کو ہنسا رہا ہوں۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ بلیئنگ کیا ہے۔ میں صرف انسانوں سے تعلق بنانے پر خوش تھا۔ آخر کار دوسرے بچے مجھے پسند کرنے لگے کیونکہ انھیں احساس ہوا کہ میں اداکاری نہیں کر رہا ہوں اور یہ کہ میں ایسا ہی ہوں۔ میں اس لحاظ سے بہت پاکیزہ تھا، بہت معصوم تھا۔ ان دو مہینوں کے دوران میں نے بہت سی چیزیں پہلی مرتبہ کیں۔ میری پہلی دریافتوں میں سے ایک موٹر سائیکل تھی۔ میرے لیے یہ صرف مکمل آزادی تھی۔ میں اکیلے پورے جزیرے پر جہاں بھی جانا چاہتا تھا وہاں جا سکتا تھا۔ میں نے پہلی بار ایک لڑکی کو بوسہ بھی دیا، جو شاندار تھا۔ وہ میری دوست تھی اور جب یہ ہوا ایسا لگا تو میں جنت میں تھا اور دو ہفتوں تک میں اس کے سحر میں رہا۔ میں بہت خوش تھا۔

تبدیلی کا موڑ

اپنے خاندان کے ساتھ سپین میں وہ وقت گزارنے سے مجھے احساس ہوا کہ خانقاہ میں دی گئی تعلیم نے مجھے کافی نرگسیت پسند اور خود پرست بنا دیا ہے۔

میرے بہن بھائی میرے ساتھ وقت گزارنا نہیں چاہتے تھے اور ان سب کا آپس میں مضبوط جذباتی رشتہ تھا اور میں اس کا حصہ نہیں تھا۔ اس چیز نے مجھ پر بہت اثر ڈالا۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے اپنی حقیقی ذات کو تلاش کرنے اور دوسروں سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ سیکھنے کی ضرورت ہے۔ لہذا جب میں ابیزا سے واپس آیا تب میں نے فیصلہ کیا کہ میں ہمیشہ خانقاہ میں نہیں رہوں گا۔ میں نے خود سے کہا ایک بار جب میں 18 سال کا ہو جاں گا، تو مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں آزاد ہو جاں گا۔ میں نے اپنی 18 ویں سالگرہ پر سپین جانے کے لیے بات کی اور انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ ایک بار جب میں 18 سال کا ہوا اور قانونی طور پر بالغ ہو گیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں واپس نہیں آں گا۔ وہ مایوس تھے۔ اس کے بعد ایک سال تک مجھے بہت سی ڈاک موصول ہوئیں جن میں مجھ پر واپس جانے کا دبا ڈالا گیا۔ اس سے نمٹنا کافی مشکل تھا، کیونکہ میں چاہتا تھا کہ لوگ خوش رہیں لیکن اس سارے عمل کے دوران مجھے محسوس ہوا کہ دوسروں کی خوشی میری ذمہ داری نہیں ہے۔ تو میں نے خود سے کہا: میری زندگی میری اپنی ہے۔ مجھے اپنی زندگی خود گزارنی ہے اور یہ میرا حق ہے۔

بنیادی تبدیلی

خانقاہ سے نکلنے کے بعد مجھے ایک بڑا دھچکا لگا تھا۔ میں دنیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ میں نے پہلے کبھی کسی برہنہ عورت کو نہیں دیکھا تھا۔ لہذا ابیزا میں میرے ابتدائی دنوں میں سے ایک پر میری ماں نے سوچا کہ مجھے برہنہ لوگوں کے لیے مخصوص ساحل پر لے جانا دلچسپ ہوگا۔ انھوں نے مجھے آدھے گھنٹے کے لیے وہاں چھوڑ دیا۔ میں مکمل طور پر صدمے میں تھا، مجھے نہیں معلوم تھا کہ کیا کرنا ہے۔ میں برہنہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میں ایک ایسی ثقافت سے آیا تھا جو اس لحاظ سے بہت قدامت پسند تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں دیکھوں، لہذا میں نے صرف زمین کی طرف دیکھا۔ جب وہ مجھے دوبارہ لینے آئیں تو میں بہت پریشان تھا۔ پھر اسی رات وہ مجھے ابیزا کے ایک کلب میں لے گئیں۔ انھوں نے انٹری فیس دی اور مجھے اکیلے اندر جانے دیا۔ اندر بہت شور تھا اور میں حرکت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ کلب لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ 2003 کی بات ہے اور لوگ اندر سگریٹ نوشی کر رہے تھے۔ میں سانس نہیں لے پا رہا تھا۔ پر اعتماد نظر آنے کی کوشش میں شراب کا ایک گھونٹ پیا اور میں تقریبا مرنے والا ہو گیا۔ یہ جہنم کی طرح تھا۔ آخر کار جب میں گھر پہنچا، تو میں نے ان سے کہا کہ وہ مجھے دوبارہ کبھی بھی نیوڈسٹ ساحل یا کلب میں نہ لے جائیں۔ لیکن آہستہ آہستہ میں نے اس طرز زندگی کو اپنانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصے بعد میں نے تقریبات میں جانا شروع کیا، اور آخر کار ریو آرگنائزرز کے ساتھ شامل ہو گیا اور ابیزا میں ٹرانس ریوز کا اہتمام کرنا شروع کر دیا۔ میں تھوڑا شرارتی ہو گیا، ایک بیڈ بوائے۔ اس دوران میں بدھ مت برادری سے رابطے میں تھا، لیکن میں نے ان سے دور رہنے کی کوشش کی کیونکہ میں اپنا راستہ تلاش کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اپنی شخصیت تلاش کرنی تھی کیونکہ میں نے محسوس کیا کہ میرے پاس کوئی شخصیت نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میں کون ہوں؟ آخر کار میں کینیڈا میں فلم کی تعلیم حاصل کرنے گیا اور پھر میں نے میڈرڈ میں فلم سازی میں ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد اگلے 10 برسوں تک میں نے بہت ساری مہم جوئی کی۔ میں نے سفر کیا، بہت سے لوگوں سے ملا بہت سے عجیب کام کیے۔ یہاں تک کہ میں کچھ عرصے تک سڑکوں پر بھی رہا۔ میں بہت خوش قسمت تھا کیونکہ لوگ ہمیشہ مجھ پر بہت مہربان تھے۔ لیکن میں نے خود کو کچھ خطرناک حالات میں ڈال دیا۔ پھر مجھے محبت ہو گئی اور آخر کار میں 32 سال کی عمر میں خود باپ بن گیا۔ مجھے باپ بن کر بہت اچھا لگ رہا ہے۔ میرے لیے یہ بہت اہم ہے کہ میں اپنے بیٹے کو کچھ مختلف دوں، جو میرے پاس تھا اس سے کچھ بہتر یعنی اس کے ساتھ ایک صحت مند رشتہ۔ خوش قسمتی سے، میرا بیٹا ایک بہت خوش مزاج لڑکا ہے۔ کئی برس تک، مجھے یقین نہیں تھا کہ میں لاما یشی کا دوبارہ جنم ہوں۔ میں نے ان کی کتابیں پڑھنے یا ان کی تعلیمات کو دیکھنے سے گریز کیا کیونکہ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ میں کون ہوں۔ لیکن جب میں نے آخر کار ان کی سوانح حیات پڑھی تو حیران رہ گیا کیونکہ میری ان کے ساتھ بہت زیادہ مماثلت تھی۔ کئی برس کے شکوک و شبہات کے بعد، آج مجھے یقین ہے کہ ہمارے درمیان مسلسل دماغی ربط موجود ہے۔ اب میں بھی تعلیم دیتا ہوں۔ میں دنیا بھر کے دھرما مراکز میں تقاریر کرتا ہوں، اور ایسی تقریبات کی میزبانی کرتا ہوں۔ لیکن اس بار یہ میری اپنی مرضی ہے، یہ جانتے ہوئے کہ یہ میرے لیے صحیح ہے۔

وہ چیونٹیاں جو اپنی ملکہ کو بچانے کے لیے جان کی بازی لگا دیتی ہیں

پی ایس آئی

محققین نے کافی عرصے سے چیونٹیوں اور انسانی آبادیوں میں پائی جانے والی مماثلت پر توجہ دی ہے خصوصی طور پر ان کے معاشرتی اور آپس کے تعلقات پر۔ تاہم اب سائنسدان چیونٹیوں کے پیچیدہ رویوں پر بہتر طریقے سے روشنی ڈالنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ فلوریڈا کارپینٹر نامی بھورے رنگ کی چیونٹیوں میں محققین نے ایک غیر معمولی چیز دیکھی اور حالیہ تحقیق کے مطابق یہ چیونٹیاں ساتھی چیونٹی کی جان بچانے کے لیے اس کی ٹانگ تک کاٹ دیتی ہیں۔ ایرک فرینک ورزبرگ یونیورسٹی کے ماہر ماحولیات ہیں جو اس تحقیق میں شامل تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ حیوانوں میں یہ پہلا موقع ہے جس میں دیکھا گیا ہے کہ کسی کے جسم کا ایک حصہ زندگی بچانے کے لیے کاٹا یا الگ کیا گیا ہو۔ یہ ایک ایسے رویے کی نشان دہی ہے جس کے تحت غیر معمولی طور پر جانوروں میں سرجری کی طرز پر ایک عمل کو دیکھا گیا۔ اگرچہ چیونٹیوں میں زخمیوں کا خیال رکھنے اور کالونی کے دفاع میں جان دینے کے واقعات پہلے بھی دیکھے گئے ہیں تاہم براہ راست زندگی بچانے کا عمل دیکھے جانے کا یہ پہلا ایسا واقعہ ہے جو چیونٹیوں کے رویوں اور ان کے پیچیدہ لیکن بے لوث عمل کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

دفاع کی لڑائی

چیونٹیوں کے معاشرے میں ایسے رویوں کی بہتات پائی جاتی ہے جو انسانی رویوں جیسے ہیں۔ کچھ چیونٹیوں میں پتے اور لکڑی کے ٹکڑے جمع کرنے کے بعد ان کے ذریعے خوراک بنا کر محفوظ رکھنے کے شواہد بھی ملے ہیں۔ ایک دن میں نے اپنے گھر کے دروازے پر دیکھا کہ ایک چیونٹی ایک دوسری چیونٹی کا سر اٹھائے اس کے بے جان جسم کو گھسیٹ رہی تھی۔ بنگلور کے ڈاکٹر پریادرشن کا کہنا ہے کہ چیونٹیوں میں بھی تنازعے ہوتے ہیں خصوصا مختلف اقسام کی چیونٹیوں کے درمیان جن کا ایک دوسرے کی کالونی سے تعلق نہ ہو اور یہ جھگڑے اکثر خوراک سے جڑے ہوتے ہیں۔ لیکن چیونٹیوں کا ایک عجیب رویہ وہ ہے جس میں دوسری قسم کی چیونٹیوں کے کالونی پر حملہ کیا جاتا ہے اور ان کے انڈوں کو اغوا کرنے کے بعد پیدا ہونے والی چیونٹیوں کو غلام بنا کر ان سے کام لیا جاتا ہے۔ گوا کی ڈاکٹر بیدیا کا کہنا ہے کہ غلام بنانے والی چیونٹیاں یہ کام اپنی کالونی کی دیکھ بھال کے لیے کرتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کا مقصد دوسری کالونی کے وسائل کو اپنے لیے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ بنگلور کے ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام کرنے والی سہانا شری کا کہنا ہے کہ ایسی لڑائیوں میں چیونٹیاں اپنی کالونی کا بہت شدت سے دفاع کرتی ہیں لیکن اگر ان کی ملکہ کو گرفتار کر لیا جائے تو ان کا دفاع ختم ہو جاتا ہے اور وہ ایک طرح سے ہتھیار پھینک دیتی ہیں۔

چیونٹیوں کی ملکہ

چیونٹیوں کی کالونی میں ملکہ کے علاوہ مرد چیونٹیاں، کام کرنے والی چیونٹیاں اور سپاہی چیونٹیاں ہوتی ہیں اور ہر کسی کا مخصوص کردار ہوتا ہے۔ زیادہ تر چیونٹیاں مادہ ہوتی ہیں لیکن سب تولیدی صلاحیت کی حامل نہیں ہوتیں۔ تولیدی صلاحیت کی حامل چیونٹیوں کو ملکہ کہا جاتا ہے۔ مرد چیونٹیاں تعداد میں کم ہوتی ہیں لیکن ان کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ وہ ملکہ کی مدد سے بچے پیدا کریں۔ ڈاکٹر بیدیا کا کہنا ہے کہ ملکہ چیونٹی کالونی کے لیے ضروری ہوتی ہے اور اگر وہ غائب ہو جائے تو کالونی خطرے میں پڑ سکتی ہے اور اسی لیے باقی چیونٹیاں کسی بیرونی حملے کی صورت میں اپنی جان کی قربانی سے گریز نہیں کرتی ہیں۔ ایک اور حیران کن بات یہ ہے کہ جنسی عمل سے پہلے ملکہ چیونٹیاں اور تولیدی صلاحیت رکھنے والی مردانہ چیونٹیاں ایک رسم میں شریک ہوتے ہیں جس میں ملکہ کسی مختلف کالونی سے ایک مرد چیونٹی کو ہوا میں اڑ کر چنتی ہے اور زمین پر نیچے اترنے کے بعد اپنے پر کھو دیتی ہے اور زیر زمین ایک نئی جگہ پر انڈے دیتی ہے۔ ان انڈوں سے ایسی چیونٹیاں نکلتی ہیں جو نئی کالونی کو وسعت دینے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اور اسی سے ملکہ چیونٹی کا اہم کردار واضح ہوتا ہے کہ ان کی گرفتاری سے کس طرح پوری کالونی ختم ہو سکتی ہے۔

چیونٹیوں کی کالونی

چیونٹیوں کی کالونی میں کردار واضح ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر بیدیا کا کہنا ہے کہ ان کی رابطہ کاری بہت بہترین ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ چیونٹیوں کی کالونی میں انفرادیت کے بجائے اجتماعی فرائض اور مفادات اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر بیدیا کا کہنا ہے کہ تمام حیاتیات کا بنیادی مقصد صحت مند نئی نسل کے ذریعے جینیات کی منتقلی ہوتی ہے۔ چیونٹیوں کی کالونی میں بنیادی طور پر سب بہنوں کی طرح ہوتے ہیں جن کے جینیات تقریب 75 فیصد تک ملتے ہیں لیکن صرف ملکہ تولیدی صلاحیت رکھتی ہے اور اس کے انڈے کالونی کے مستقبل کے لیے نہایت اہم ہوتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ اسی لیے چاہے مزدور ہوں یا سپاہی، سب چیونٹیاں ملکہ کی حفاظت اور خوراک کا بہت خیال رکھتی ہیں۔

چیونٹیاں ایک دوسرے سے رابطہ کیسے کرتی ہیں؟

چیونٹیاں رابطے کے لیے اپنے اینٹینا پر انحصار کرتی ہیں جو بہت حساس ہوتے ہیں اور روزمرہ امور کے لیے بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب کوئی چیونٹی ایسی خوراک کا ذریعہ تلاش کرتی ہے جو اکیلے واپس لے جانا ناممکن ہو تو وہ اس مقام کی نشان دہی فیرومونز سے کرتی ہے۔ یہ کیمیائی لکیر ایک جی پی ایس نظام کی طرح کام کرتی ہے جس سے دیگر چیونٹیاں اس مقام تک پہنچ سکتی ہیں۔ ڈاکٹر دھرماجن کا کہنا ہے کہ اگر چیونٹیاں اپنا اینٹینا کھو دیں تو ان کے لیے سفر کرنا، رابطہ کرنا اور خطرے کا احساس کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ ان کے زندہ رہنے کے لیے بہت ضروری ہے۔

کالونی کی خوراک

چیونٹیاں ایک انوکھے طریقے سے باقی چیونٹیوں کو خوراک تک بلانے، اسے محفوظ مقام تک لے جانے اور پھر مل کر اسے کھانے کا نظام رکھتی ہیں۔

بدنام زمانہ امریکی قید خانہ جہاں جج بھی مجرموں کو بھجوانے سے کتراتے ہیں

پی ایس آئی

امریکہ میں ایک ایسی جیل ہے جہاں اکثر نامور شخصیات کو سزا کاٹنے کے لیے بھیجا جاتا ہے لیکن یہ جیل بدانتظامی، قیدیوں کے ساتھ بدسلوکی اور تشدد کے واقعات کی وجہ سے بدنام ہے۔ اس جیل کی شہرت اب اتنی خراب ہو چکی ہے کہ سزا دینے کے بعد جج بھی مجرموں کو یہاں قید کاٹنے کے لیے بھجوانے سے کتراتے ہیں۔ بروکلن میٹروپولیٹن ڈیٹینشن سینٹر یعنی ایم ڈی سی کے نام سے جانے جانی والی یہ جیل نیو یارک شہر کے علاقے بروکلن میں واقع ہے۔ یہ نیو یارک شہر کی واحد وفاقی جیل ہے۔ حال میں ایک بار پھر یہ جیل سرخیوں میں اس وقت آئی جب مشہور امریکی ریپر شون ڈڈی کومز جنھیں پی ڈڈی بھی کہا جاتا ہے کو ان کے ٹرائل تک یہاں قید کیا گیا۔ پی ڈڈی کی عمر 54 برس ہے اور ان کا تعلق نیو یارک سے ہے۔ میوزک انڈسٹری خاص طور پر ریپ میوزک کے لیے انھیں ایک تاریخی شخصیت مانا جاتا ہے۔ اپنے 30 سالہ کریئر میں انھوں نے ہِپ ہاپ میوزک کا طرز بدل دیا۔ بطور پروڈیوسر انھوں نے ماریا کیری، جینیفر لوپیز اور کئی نامور شخصیات کے کریئر میں چار چاند لگا دیے۔ تاہم آج ان کا اپنا کریئر ڈگمگا رہا ہے۔ پی ڈڈی پر مبینہ طور پر خواتین کو اغوا کر کے سیکس کے لیے فروخت کرنے کے الزامات ہیں۔ ان پر یہ بھی الزام ہے کہ وہ جسم فروشی کے لیے مبینہ طور پر ٹرانسپورٹ فراہم کرتے تھے۔ پی ڈڈی نے صحت جرم سے انکار کیا ہے یعنی انھوں نے اپنے اوپر لگائے گئے تمام الزامات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ پی ڈڈی جیسے ہائی پروفائل ملزم کو اکثر جیلوں میں خاص تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ رپورٹس کے مطابق پی ڈڈی کو ایم ڈی سی کے ایک ایسے ہی حصے میں رکھا گیا جب تک ان کی سزا کی سماعت نہیں ہو جاتی۔ مقامی میڈیا کے مطابق پی ڈِڈی ایک اور نامور مجرم کے ساتھ اپنا ہاسٹل جیسا کمرہ شیئر کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھی کا نام سیم بینک مین فرائڈ ہے جو کرپٹو کرنسی کے ماہر تھے اور انھیں اربوں ڈالرز کے فراڈ کے الزامات میں قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ اسی جیل کے ایک حصے میں جنسی جرائم میں سزا یافتہ جیفری اپسٹین قید تھے۔ جیفری اپسٹین نے سنہ 2009 میں کم عمر افراد کو جسم فروشی پر مجبور کرنے کے جرم کا اقرار کیا تھا۔ ان پر سیکس ٹریفکنگ کے الزامات پر مبنی مقدمہ زیر التوا تھا جب انھوں نے سنہ 2019 میں خودکشی کر لی تھی۔ جیفری اپسٹین کی دوست گیلین میکسویل کو بھی جب تک سزا نہیں سنائی گئی تو انھیں بھی اسی جیل میں رکھا گیا تھا۔ انھیں نوعمر لڑکیوں کو جسم فروشی کے لیے تیار کرنے، انسانی سمگلنگ اور سہولت کاری کے الزامات میں 20 برس قید کی سزا سنائی گئی ہے اور اب وہ فلوریڈا کی وفاقی جیل میں قید ہیں۔ لیکن بروکلن ایم ڈی سی کے 1200 قیدیوں کو یہ تحفظ حاصل نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ جج گیری براون جن کے زیرنگرانی پی ڈڈی سمیت کئی مقدمات چل رہے ہیں کا کہنا ہے کہ ایم ڈی سی بروکلن میں بدنظمی اور تشدد کا راج ہے۔ گذشتہ برس اگست میں انھوں نے ایک فیصلہ سنایا جس میں انھوں نے کچھ وکیلوں کی ہچکچاہٹ کا ذکر کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ملزموں اور مجرموں کو ایم ڈی سی بروکلن نہ بھیجا جائے کیونکہ یہاں کا نظام انتہائی ناقص ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہاں نگرانی میں کوتاہی اور حد سے زیادہ تشدد کے واقعات کے ساتھ ساتھ ناکافی طبی امداد کی بہت سی شکایات ہیں جو کئی کیسز میں ناقابل تردید ہیں۔ انھوں نے ایک کیس کا ذکر کیا جس میں ملزم پر کئی بار کسی نوکیلی چیز سے حملہ کیا گیا تھا۔ انھیں طبی امداد فراہم کرنے کی بجائے 25 دن کے لیے ان کے کمرے میں بند کر دیا گیا۔ جج براون نے اس جیل میں عملے کی کمی کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ کورونا وبا کے بعد سے یہاں کے حالات اور بھی خراب ہو گئے ہیں جبکہ ایک موقع پر اسے بند بھی کرنا پڑا تھا۔ جج براون کا کہنا ہے کہ جس شخص کو ٹیکس فراڈ میں سزا سنائی گئی ہے اگر بیورو آف پرزنز نے انھیں ایم ڈی سی بھیجنے کا فیصلہ کیا تو وہ ان کا مقدمہ خارج کر دیں گے۔

خونی تاریخ

ایم ڈی سی بروکلن کا قیام 1990 کی دہائی میں کیا گیا تھا تاہم اس میں درپیش آئے مسائل نئے نہیں ہیں بلکہ سالوں پرانے ہیں۔ سنہ 2019 کی سخت سردی میں یہاں بجلی کا کوئی مسئلہ پیدا ہوا جس کی وجہ سے آگ لگ گئی۔ اس کے بعد کم از کم آٹھ دن کے لیے جیل میں بجلی کا نظام غیر فعال ہو گیا۔ قیدیوں کو اندھیرے اور جم جانے والی سردی میں گزارا کرنا پڑا تھا۔ جون 2020 میں جیل کے حکام نے جمیل فلوئڈ نامی ایک قیدی پر اتنا پیپر سپرے چھڑکا کہ ان کی موت واقع ہو گئی۔ جمیل فلوئڈ کی موت کے بعد ان کے خاندان نے وفاقی حکومت پر مقدمہ دائر کر دیا۔ محکمہ انصاف کی جانب سے کیس کا جائزہ لیا گیا۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ جیل کے حکام کی بدسلوکی کے خلاف ثبوت ناکافی ہیں تاہم اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ پیپر سپرے کا استعمال کر کے پالیسی کی خلاف ورزی کی گئی تھی۔ جج براون وہ واحد جج نہیں جنھوں نے اس جیل کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اسی سال جنوری میں مین ہیٹن کی وفاقی کورٹ کے ایک جج نے منشیات کے کیس میں اعتراف جرم کرنے کے باوجود گستاوو شاویز نامی مجرم کو ایم ڈی سی بروکلین بھیجنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہاں کے حالات خطرناک ہیں۔ اس کی بجائے انھوں نے گستاوو شاویز کو سزا ملنے کی سماعت تک زیرنگرانی رہا کر دیا اور یہ حق دیا کہ وہ ایم ڈی سی جانے سے انکار کر سکیں۔ گستاوو شاویز سے کہا گیا کہ وہ دوسری جیل رپورٹ کریں جہاں وہ اپنی سزا کاٹیں گے۔ 36 سالہ ایڈون کوردیرو ایم ڈی سی میں سزا کاٹ رہے تھے جب جولائی میں وہاں ایک جھڑپ ہوئی جس میں وہ زخمی ہو گئے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ان کی موت ہو گئی۔ بی بی سی سے بات کرتے ہوئے گستاوو شاویز اور ایڈون کوردیرو کے وکیل اینڈریو ڈیلیک نے بتایا کہ ان واقعات میں جیل کے ایسے حالات آگ پر جلتی کا کام کرتے ہیں۔ یہاں اتنی جگہ نہیں ہے جتنے قیدی ٹھونس دیے گئے ہیں اور فیصلہ سازوں کو بھی جیل کو سدھارنے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ اینڈریو ڈیلیک بروکلن میں سرکاری وکیل ہیں اور ان کے کئی موکلوں کو ایم ڈی سی بھیجا گیا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ ایک بہت خوفناک جگہ ہے۔ جب ایڈوین کوردیرو کی موت کا واقعہ سامنے آیا تو امریکی ریپبلکن ارکان کانگریس ڈین گولڈمین نے واقعہ کا نوٹس لیا اور کہا کہ وفاقی حکومت کو چاہیے کہ یہاں پر مستقل طور پر عملے کی کمی اور وسیع پیمانے پر تشدد کے مسئلے کا حل نکالے۔ فیڈرل بیورو آف پرزنز جن کے زیرنگرانی یہ جیل ہے کی جانب سے ایک بیان میں کہا گیا۔

Gandhi Jayanti: Swachhata Abhiyan held across all Districts of Kashmir

SRINAGAR, OCTOBER 02: One the eve of Gandhi Jayanti, celebrated every year on 2nd October to mark the birth anniversary of Mohandas Karamchand Gandhi, who was famously known as Mahatma Gandhi, Swachhata Abhiyan was today observed across all the districts of Kashmir.

The celebrations were held under the able direction of Justice Tashi Rabstan, Chief Justice of the High Court of Jammu & Kashmir and Ladakh.

In Srinagar, the District Judiciary and District Legal Services Authority (DLSA), in collaboration with (NGO), observed Swachh Bharat 2024 and celebrated Gandhi Jayanti at District Court Complex Srinagar under the guidance of Jaffer Hussain Beg, Pr. District and Sessions Judge Srinagar, and under the supervision of Nusrat Ali Hakak, Sub-Judge/Secretary, DLSA Srinagar.

The event commenced with a vibrant rally, which saw enthusiastic participation from all the Judicial officers of the District Judiciary Srinagar, Administrative staff, Court staff, Staff members, Legal Aid Defence Counsels of the District Legal Services Authority, Srinagar, Dr.Touseef Ahmed Bhat, Para Legal Volunteers of DLSA Srinagar and law students from Kashmir University.

The rally was further energized by the presence of students from Kashmir Model Academy HMT and Habrus International School, Parimpora, who actively engaged in the cleanliness drive, embodying the spirit of Swachh Bharat Diwas and Gandhi Jayanti.

The rally traversed within the premises of the District Court Complex Srinagar, transforming it into a symbol of collective commitment to a cleaner and healthier environment. The rally served as the comprehensive cleanliness drive within the premises of the District Court Complex Srinagar, aligning with the spirit of Swachh Bharat Diwas.

The program culminated in a significant plantation drive, initiated by the Chairman DLSA Srinagar and other judicial officers of District Srinagar, emphasizing the importance of preserving our environment for future generations.

This initiative was aimed to honor the principles of Mahatma Gandhi, promoting a sense of responsibility among the youth and the community at large.

In Anantnag, the District Legal Services Authority (DLSA) Anantnag organized a cleanliness drive as part of the National campaign 'Swachhta Hi Sewa (SHS-2024)' to commemorate the birthday of Mahatma Gandhi in collaboration with District Judiciary Anantnag.

The event was conducted under the guidance of Principal District and Sessions Judge, Tahir Khurshid Raina (Chairman DLSA) and under the supervision of Secretary DLSA Anantnag, Muzamil Ahmad Wani.

The initiative aimed to promote cleanliness and hygiene within the community while paying homage to Mahatma Gandhi. With the support and encouragement of the local judicial system, the event sought to inspire citizens to actively participate in the Swachh Bharat Abhiyan (Ek Kadam Swachhata Ki Ore).

After the cleanliness drive, Pr. District & Sessions Judge (Chairman DLSA) addressed the gathering emphasizing the significance of cleanliness as a fundamental aspect of a progressive society. He elaborated on Mahatma Gandhiji's ideology and the values he stood for and also highlighted the duty of each citizen to contribute towards building a cleaner and healthier nation.

The event witnessed enthusiastic participation of officials of the District Court Anantnag and DLSA, officials of Legal Aid Defense Counsels, officials of Municipal Council Anantnag, Para Legal Volunteers and other key stakeholders within the judicial system.

Besides the cleanliness drive, DLSA held a sensitization programme on "Swachhta he Sewa / Swacchta Diwas-2024 at ADR Centre, Anantnag where a brief PowerPoint presentation highlighting the dire need of maintaining cleanliness in and around the offices, houses, buildings and other public/private entities.

Officials of District Judiciary and DLSA Anantnag keenly learned about the importance of cleanliness and pledged to uphold the life of cleanliness and maintain a hygiene work culture in the office.

A plantation drive was also held under the guidance of Chairman DLSA which was a part of the broader 'Swachhta Hi Seva' initiative aimed to promote cleanliness and hygiene across the nation.

Similar events were also held at Tehsil Legal Services Committees Ashmuqam, Bijbehara, Vailoo, Shangus and Dooru with zeal and zest.

In Budgam, a remarkable display of community engagement and commitment to Mahatma Gandhi's ideals of cleanliness and sustainability, the District Legal Services Authority (DLSA) Budgam under the aegis of J&K Legal Services Authority organized a impactful activity, in collaboration with Municipal Committee Budgam as part of the national campaign 'Swachhata Hi Sewa-2024 (SHS-2024).'

Under the leadership and guidance of Chairman DLSA Budgam, O.P Bhagat, and under the guidance of Secretary DLSA, Nusrat Ali Hakak, the 'Swatchata Abhiyaan' witnessed enthusiastic participation of dedicated staff members of District Judiciary Budgam and DLSA, Budgam, members of the Legal Aid Defense Counsel (LADC), Penal Lawyers, devoted Para Legal Volunteers (PLVs) and diligent officials from the Municipal Corporation, Budgam.

The event commenced with an inspiring cleanliness drive within the District Court Complex Budgam and all Tehsil Legal Service Committee's of Budgam, setting the tone for a cleaner and greener environment.

The speakers highlighted that cleanliness is not just a virtue; it is a way of life. It reflects our commitment to a healthier and more sustainable future. "This initiative is a testament to the indomitable spirit of our community and our unwavering commitment to the ideals of Mahatma Gandhi. It is a reminder that the path to a cleaner and greener world begins with each one of us," they said.

The 'Swatchata Abhiyaan' organized by DLSA, Budgam, all Tehsil Legal Service Committees of Budgam, reflects not only a tribute to Mahatma Gandhi but also a dedication to transforming his vision into a reality.

Similar events were conducted by Tehsil Legal Services Committees of Charasharief, Chadoora, Beerwah and Magam.

In Ganderbal, the District Judiciary Ganderbal, in collaboration with the District Legal Services Authority (DLSA) Ganderbal, observed Swachh Bharat Diwas on the eve of Gandhi Jayanti with a cleanliness drive in the District Court premises Ganderbal, under the theme 'Swabhav Swachhata, Sanskaar Swachhta.'

The event was attended by Abdul Nasir, Principal District and Sessions Judge (Chairman DLSA) Ganderbal; Sheikh Babar Hussain, Secretary DLSA Ganderbal; Moonis Wahid, Additional Special Mobile Magistrate Ganderbal, Mahoor; Munsiff/JMIC Ganderbal, Legal Aid Defense Counsels, and other staff members of District Judiciary Ganderbal, DLSA Ganderbal, TLSC Ganderbal, as well as PLVs of District Ganderbal and officials of Municipal Council Ganderbal.

The event highlighted the importance of the 'Swachhata Hi Seva - 2024' campaign, including a cleanliness drive conducted in District Court premises Ganderbal, aimed to promote awareness about sanitation and hygiene.

On the occasion, Principal District and Sessions Judge (Chairman DLSA) Ganderbal highlighted the significance of the day, emphasizing the importance of 'Swachhata Hi Seva - 2024' campaign including cleanliness and its impact on society in general.

Special emphasis was laid on the cleanliness within office premises, scrap disposal, record management including recording/weeding of records. The event aimed to promote awareness about sanitation and hygiene, aligning with the objectives of Swachh Bharat Mission.

This initiative demonstrates the commitment of the District Judiciary Ganderbal and District Legal Services Authority Ganderbal towards maintaining a clean and healthy environment, inspiring others to join the movement.

In Pulwama, the District Legal Services Authority (DLSA) Pulwama today organized a cleanliness drive under 'Swachhata Hi Sewa-2024' at District Court Complex Pulwama.

The programme was held under the Chairmanship of Naseer Ahmad Dar, Chairman DLSA (Pr.District& Sessions Judge), Pulwama and under the supervision of Mudasar Farooq, Secretary DLSA Pulwama in coordination with Municipal Committee Pulwama.

Among others the programme was attended by all Judicial Officers, LADCs, staff members, Bar Association of District court Pulwama and staff of DLSA Pulwama, panel lawyers and PLVs participated in the said drive.

In addition to this all the TLSC's associated with District Pulwama viz. Awantipora, Tral, and Pampore also held Swachta Drives within their respective jurisdictions.

In Bandipora, as part of 'Swachhata Hi Seva-2024' (SHS-2024), the District Legal Services Authority (DLSA) Bandipora in collaboration with District Judiciary Bandipora and Municipal Council Bandipora held a cleanliness drive at premises of District court Complex Bandipora.

The drive witnessed cleanliness drive by staff within the premises with the aim of fostering cleanliness and a sense of responsibility for the community's hygiene.

The drive was carried out under the supervision of Khalil Ahmad Choudhary, Chairman DLSA, (Pr. Distt. & Sessions Judge), Bandipora and guidance of, Iqbal Ahmad Akhoon, Secretary DLSA Bandipora

The event had the presence of Chairman DLSA (Pr. District & Sessions Judge), Bandipora, and Secretary DLSA (Chief Judicial Magistrate) Bandipora.

The event commenced with the 'Swachhata Pledge' administered by Chairman (DLSA) Pr. District & Sessions Judge, Bandipora symbolizing the unwavering commitment to nurturing a cleaner and more sustainable environment. Following the litters were collected in huge garbage sacks and collectively segregated for proper disposal. All the waste collected was handed over to the Municipal Council Authorities for further proper disposal.

GauDhwajSthapana Bharat Yatra: Shankaracharya Avimukteshwaranand Ji to Arrive in Jammu on 22nd October

Jammu, 2nd October | As part of the ongoing GauDhwajSthapana Bharat Yatra, Jagadguru Shankaracharya Avimukteshwaranand Ji Maharaj of Jyotirmath is set to arrive in Jammu, J&K, on 22nd October 2024.

Today, co-convener of the GauDhwajSthapana Bharat Yatra, Gobhakt Vikas Patni Ji, along with Akhilesh Brahmachari Ji and state convener Deepu Raina, addressed a press conference, highlighting the significance of this movement. They informed that, from 12 PM to 3 PM on 22nd October, Shankaracharya Ji will preside over the installation of the GauDhwaj and deliver an address at the Gau Mahasabha in Jammu. Following the event, he will continue the Yatra towards Leh, Ladakh.

Sanatan Dharma holds the cow in high regard, with its significance mentioned across religious texts like the Vedas, Upanishads, and Puranas. It is not merely an animal but a mother-this is the sacred belief and faith of the Sanatan Dharmi Hindus. With this deep devotion, a nationwide Gau Pratishtha Andolan is being carried out to elevate the cow to the status of 'Rashtra Mata' by moving cow protection from the state list to the central list in the Constitution, and to make India free of cow slaughter.

Since India's independence, continuous efforts have been made to protect and honor the sacred cow. One notable movement was the 1966 GauRakshaAndolan, led by Dharma Samrat Yatichakrachudamani Pujya Karpatri Ji Maharaj, in which thousands of cow devotees sacrificed their lives. Continuing the mission, Param GauBhakt Pujya Gopal Mani Ji has led the Gau Pratishtha Andolan, and has kept it alive across the country. This sacred movement is blessed by the Jagadguru Shankaracharyas of the four peethas, who organized a Gau Sansad to demand the status of Rashtra Mata and the implementation of legislation against cow slaughter. In this event, the Rama Gau Pratishtha Samhita Bill has been passed along with a 42-point Dharmadesh.

To ignite the momentum of this movement, Jagadguru Shankaracharya Avimukteshwaranand Ji Maharaj of Jyotirmath, lit a sacred flame of cow ghee and declared this year as the GauSamvatsar (Year of the Cow). From March 14 to March 28, 2024, he led a barefoot march from Govardhan to Delhi. Under his guidance, the Gau Pratishtha Andolan continues to thrive across India.

As part of this movement, the GauDhwajSthapana Bharat Yatra began on 22nd September which will visit all Indian states and union territories, with a sacred GauDhwaj being installed at each state capital.

In each state capital, a grand Gau Pratishtha Sammelan will be held, beginning in Ayodhya- where Ram Lalla, a Gaurakshak and GauBhakt, resides. The Yatra will travel across the east, west, south, and north of India, culminating in the national capital on October 26. Pujya Gopal Mani Ji will accompany Shankaracharya Ji throughout the journey. During the Yatra, Jagadguru Shankaracharya Ji will honor distinguished cow devotees from across the country.

The goal of this GauDhwajSthapana Bharat Yatra is to awaken cow devotees nationwide, unite them for a common cause - restoring the dignity and honor of the sacred cow, and conferring upon her the status of 'Rashtra Mata'; and the motto is "Gau Mata, Rashtra Mata - Rashtra Mata, Bharat Mata." Following this Yatra, a nationwide Gau Pratishtha Mahasammelan will be held on the occasion of Gopashtami in Delhi, on November 7, 8, and 9, which will decisively appeal to the Government of India to end the curse of cow slaughter and honor the cow as Rashtra Mata.

K.P Children Captivates audience through dance and theatre demonstrations

Srinagar, Oct 2:

On the concluding day of fifteen day long children's theatre and dance workshop organized by the Jammu and Kashmir Academy of Art Culture and languages wherein the children of the P.M package employees today demonstrated their acting skills and dance performances that mesmerized the audience here at Tagore ,Hall Srinagar.

Sh. Suresh Gupta ,Principal Secretary ,Department of Culture ,Jammu and Kashmir UT while appreciating the children performances also congratulated to Dr.Sudhir Mahajan and his dedicated team members who prepared the children by imparting and developing various art skills among the children within the short span of 15 day workshop and inputs resulting into output as a scintillating performances in dance and theater .

The aim of the workshop was to provide a single platform to the children of the KP community for developing social skills and cultural understanding so that they can learn to explore and express emotions effectively.

This was the first of its kinds workshop at Srinagar wherein the children got an opportunity to develop their overall personality by learning and practicing various skills such as voice and speech , Theatre games , Role play , improvisations on the various issues of the contemporary society, yoga, Music and dance etc. through various theater devices as a tool .

The workshop was done under national repute Theatre Actor ,Director and playwright, Dr.Sudhir Mahajan, who is also having an experience of 40 years in the field of theatre ,Radio and Television and also directed more than one hundred stage plays in Dogri,Kashmiri,Hindi ,punjabi and English as well. Anita Chandpuri prominent Social and cultural activists and G.Secretary Samooh Coordinated while Kamal Chandpuri was the assistant director of the workshop.

Deepkia Dhar was incharge of the dance while Ashish Dhar was the assistant in yoga .

Lights designed and operated by Tariq Hajini while Alaiz was the sound operator .Children of different age groups who participated in this workshop with a lot of curiosity and enthusiasm were Rhythim Raina,Diwesh Zadoo,Aardhya Bhat,Pearl Bhat,Avni Bhat,Tejas Dhar,Tanishka Raina,Vinay Bhat,Rhea Bhat,Samidhya Gawande,Zenani Koul,Mayuresh Dhar,Danik Bhat,Vishasvi Bhat,Kritika BhatHitakshi Dhar,Mishty Pandita,Anushkha Raina.Ojaasvi Dhar and Nayka Dhar. The prominent Writers, Poets, Theaterists and Art Lovers who graced this occasion were Padam Shari S.P.Verma, Additional Secretary JKAACL Sh. Sanjiv Rana, Sh. Manoj Sheeri, Bashir Bhawani, Mohd Amin Bhat, Dulzar Ahmad Ganie NSD, Shafiq Qureshi, M.Y. Shaheen, Dr.Farooq Anwar Mirza, Mushtaq Ali Ahmad Khan, Dr. Mehjabeen Nabi, Ms. Sanjogita Mishra, etc.

Commission for Inter-Religious Dialogue, Diocese of Jammu - Srinagar organized an Inter-Religious Meeting

Jammu, 02 Oct 2024: Commission for Inter-Religious Dialogue, Diocese of Jammu - Srinagar organized an Inter-Religious Meeting on the occasion of Gandhi Jayanti celebrating the 155th Birth Anniversary of Mahatma Gandhi at St. Peter's High School, B C Road, Jammu. The year 2024 has been declared as "International Day of Non-Violence 2024".

Religious Heads of all Religions shared their viewpoints promoting the message of Peace and Brotherhood among all communities.

Kunwarani Ritu Singh could not attend as she was out of the station but sent a video message for Peace, Brotherhood among Communities, and Non-Violence.

Programme began with Floral Tributes to Mahatma Gandhi. Fr. Dominic Theckanath, Director for Inter-Religious Dialogue, welcomed the guests.

Most Rev. Ivan Pereira, Bishop of Jammu-Srinagar Diocese, addressed the Religious Heads and the learned gathering that as we gather here to celebrate Gandhi Jayanti and the year of Non-Violence 2024, we honour a visionary whose teachings transcend religion, culture, and Nationality. Gandhiji believed in the power of truth, non-violence, and compassion regardless of faith and stressed the need for Peace & Brotherhood among religions. He requested the Religious Heads and Social Activists to gear up guiding the YOUTH towards Peace, Non-Violence, Brotherhood respecting every human being, and tolerance towards others. Bishop touched on the famous quote of Mahatma Gandhi " An eye for an eye only ends up making the whole world blind". Referring to this quote, he said this powerful reminder urges us to break the cycle of hatred and retaliation, instead let us choose the path of dialogue, empathy, and respect among communities.

Bishop further urged the gathering to sow the seeds of compassion in our communities, ensuring that Gandhi ji's dream of a harmonious society becomes a reality.

The Religious Heads of Brahmakumaris, ISKCON, Rama Krishna Mission, Ravidas Samaj, Muslim, Sikhs, Christian, and Nirankari Missiondelivered Messages on Love, Peace, Brotherhood and Non-Violence among the Communities. Pastor Shoukat Peter, President, of All J&K Joint Churches Fellowship stressed the need for Peace and Brotherhood among the communities.

The Social Activist Mr. Raman Gupta prayed to all the Religious Heads to take the initiative to reach out to the youth for Peace. Mr Mumtaz Kabir, S. Ravinder Singh & S. Arvinder Singh were also present. Managing Trustee of Sarvodaya International Trust,Dr. Renu Nanda, President Women Wing, Gandhi Global Family,Dr. Alka Sharma,Dr. Abu Adil, Director, Kelley Memorial Society, and many other dignitaries were also present who shared the message of Love, Peace, Compassion, Harmony, Brotherhood,and Non-Violence.

The Programme was convened by Mr. R Robin Gill.

IIMC Jammu Students Take Inspiration From Gandhi on his 155th Birth Anniversary

Jammu. The Indian Institute of Mass Communication on Wednesday celebrated the 155th birth anniversary of Mahatma Gandhi with an insightful discussion on 'Swadeshi, Swacchta, and the Relevance of Gandhi's Ideologies in Today's World'. Students from English Journalism, Hindi Journalism, and Digital Media were present in the gathering. The event witnessed enthusiastic participation from students who expressed their deep appreciation for Gandhi's teachings. They acknowledged the significance of adopting Indian-made clothing as a means to support the country's economy and heritage. Mohd. Haider, a student from English Journalism, highlighted the need to switch to a more cultural approach in our everyday lifestyle to conserve the Indian heritage and support the economy.

In the event, students also delved into the importance and need of 'swachhta' (cleanliness). They expressed how Gandhi's principles of non-violence, simplicity, and sustainability inspire them.

"Gandhi left a key to us — the key to resort to things with a non-violent approach. This is very much needed in the world that we currently live in," said Saloni Sharma, a student of English Journalism.

The students emphasized that Gandhi's principles are timeless and relevant, and they have a great potential to inspire positive change. Anamika Pandey, a student of digital media, shed light on Gandhi's role in spreading awareness about cleanliness and how the current generation of Indians is carrying his legacy forward.

Oct 8 to be BJP's 'Victory Day' in J&K: Kavinder

Claims party will form Govt independently, summit new heights of progress for UT

JAMMU: Senior BJP leader and former deputy chief minister Kavinder Gupta on Wednesday said that the Saffron party is all set to get a historic mandate on October 8, the day of counting of votes for recently held assembly polls. In a statement issued to media persons, he said that the aforesaid date is poised to be the 'victory day' for the BJP as the party is poised to receive a full mandate to form the government independently on this virtuous day."The BJP leadership both at the centre and in the UT has taken good care of the concerns of the residents and mitigated their problems with commitment and transparency. The party took all the possible steps to boost economy, rebuild infrastructure, and ensure security, and in return has won the confidence of the people", he said adding that BJP's focus on good governance and welfare schemes has created a significant impact, particularly among youth, women, and marginalized communities, and that's the reason behind saffron brigade getting unprecedented number of seats on October 8, 2024 as people have chosen progress over stagnation.Kavinder asserted that BJP is all set with its plan to summit all the bottlenecks hampering development and peace in the region.

Editor in Chief G.M. Shan, Associate Editor: M. Farooq
Assistant Editor: Ms. Rehana, Photo Editor: Hilal Sadiq Shaan
Print & Published by G.M. Shan
Printed at: Offset Printer 19-A, Wazarat Road, Jammu-180001

Transforming lives of the Indian farmers

Shivraj Singh Chouhan

Through modern infrastructure, expanded credit support, and sustainable farming methods, PM Modi's policies are revolutionising Indian agriculture

Prime Minister Narendra Modi's deep concern and sensitivity towards farmers is visible in the decisions, policies and plans taken for the farming community. Transforming the lives of our food providers (Annadatas) is the first and foremost goal of our Prime Minister. This is the reason why agriculture and farmers remained the top priorities in the first 100 days of the third term of the NDA government. Under his leadership, the government is making unprecedented efforts for the empowerment and upliftment of the agriculture sector. We are committed to increasing farmers' income, which is reflected in schemes such as the Agriculture Infrastructure Fund (AIF), and PM AASHA. Post-harvest losses in India are a major challenge, which threatens the production capacity of the agricultural sector and it also adversely impacts the hard work put in by lakhs of farmers. According to the latest estimates, about 16-18 per cent of the total food production is affected every year in India due to this.

These losses can be attributed to various stages of agriculture such as harvesting, threshing, storage, transportation and processing. Lack of proper storage, cold chain, inadequate processing units, and lack of efficient logistics contribute to these huge losses, as a result of which the overall food security of our country gets affected.

Keeping all these factors in mind, the Modi government is working with renewed enthusiasm towards strengthening this.Under the able leadership of Prime Minister Narendra Modi, the government is making efforts to take the research of scientists from lab to land, due to which the cost of production has reduced considerably and profits have increased for farmers.

The Prime Minister with a visionary approach launched the Agriculture Infrastructure Fund (AIF) way back in July 2020 as a transformative initiative under the 'Atmanirbhar Bharat' initiative. Its objective is to increase the income of farmers and address post-harvest management issues through farm assets to reduce food wastage.

These challenges have to be addressed by promoting new projects and new age technologies. Under AIF, banks provide interest subvention of 3 per cent per annum with an interest cap of 9 per cent and financial institutions will provide loans up to Rs 2 crore with credit guarantee coverage under CGTMSE (Credit Guarantee Fund Trust for Micro and Small Enterprises) for loans. Through this initiative, the government aims to not only increase production to preserve quality and quantity, but also help farmers access markets more efficiently, and as a result, their income will also increase.

Due to the able leadership of the Prime Minister, the benefits of the scheme, till August 2024, the amount sanctioned under this scheme has crossed Rs 47,500 crore. Of this, more than Rs 30,000 crore has already been disbursed for various projects. Notably, 54 per cent of the projects that were sanctioned are linked to farmers, cooperative societies, agricultural production organisations and self-help groups (SHGs), which is in line with the Prime Minister's vision. It reflects the strong participation of farmers in providing farm-gate level infrastructure.Prime Minister Modi is very committed towards strengthening farm gate infrastructure to solve the major problem post-harvest losses in agricultural produce.

He prioritised the development of infrastructure in storage (dry and cold), transportation, etc., so that farmers could be protected from such crop loss. In terms of dry storage, in comparison to food grain production, India has an infrastructure in terms of 1,740 lakh metric tonnes of storage capacity, and at present, there is a shortage of 44 per cent in the storage capacity for the overall grain production in India, which is very concerning.

Similarly, for horticulture produce, about 441.9 lakh metric tonnes of cold storage is available in India, while the cold chain capacity is only 15.72 per cent of the production of fruits and vegetables in the country.

AIF initiative has helped bridge the storage capacity gap by approximately 500 lakh metric tonnes. Contributing to saving about Rs 5,700 crore post-harvest losses for the nation.

Furthermore, under the leadership of the Prime Minister, the development of proper cold storage facilities has reduced the loss of horticulture products by 10 per cent, due to which 3.5 lakh metric tonnes of produce is being secured post harvest and about Rs 1,250 crore is being saved every year. This commitment of the Prime Minister towards the agriculture sector and farmers will not only ensure economic empowerment but also raise their standard of living. Under the guidance of the Prime Minister, the AIF is providing new impetus to the growth and development of agricultural infrastructure. As of August 2024, as many as 74,695 agriculture infrastructure-related initiatives across the country have been approved under AIF. These include 18,508 custom hiring centres, 16,238 primary processing centres, 13,702 warehouses, 3,095 sorting and grading units, 1,901 cold stores and cold chains, and 21,251 other types of infrastructure facilities. These 74,695 projects have attracted a total investment of Rs 78,702 crore in the agriculture sector since 2015.

, which marks significant progress in the sector. Prime Minister Modi has encouraged entrepreneurship among farmers, as approximately 50,000 new agricultural enterprises have been set up in the country. These efforts have helped create more than 8,00,000 employment opportunities, and this number will only increase in the future, eventually leading to the creation of 2.5 million jobs, directly or indirectly.

The Prime Minister's welfare policies have brought about positive changes in the working style of farmers. The creation of advanced infrastructure on farms has facilitated farmers to sell directly to a wider consumer base, thereby enhancing price realisation and increasing their overall income. Due to modern packaging and cold storage systems, farmers can time their market sales more strategically, resulting in better value realisation.

On average, this infrastructure initiative has enabled farmers to get 11-14 per cent higher prices for their produce. Prime Minister Modi's policies will not only encourage the development of agricultural infrastructure but also reduce credit risk. Through credit guarantee support and interest subvention, lending institutions can give loans with minimal risk, thereby helping their customers. This helps in expanding their base and portfolio diversification. Significantly, this fund is involved in the creation of agricultural infrastructure in collaboration with the refinance facility of NABARD, reducing the effective interest rate for Primary Agricultural Cooperative Societies (PACS) to 1per cent. This has brought significant benefits to thousands of farmers associated with such PACS. Under AIF, 9,573 PACS projects have been approved with a loan amount of Rs 2,970 crore to date by NABARD. In an important step under the leadership of Prime Minister Narendra Modi, the central government has approved the progressive expansion of the ambitious Agriculture Infrastructure Fund scheme, making it more inclusive and substantially more influential. The make agriculture a profitable business we have come up with a six-point strategy to increase the income of farmers, such as increasing production, reducing the cost of farming, fair prices for production, providing the appropriate amount of relief during natural disasters, diversification of agriculture and natural farming.

At present, some promising projects for agricultural asset development, such as hydroponic farming, mushroom cultivation, vertical farming, aeroponic farming, polyhouse and greenhouse, are reserved for only farmer groups and collectives.

Now by expanding the scheme coverage to include integrated processing projects, farmers will get better prices for their produce through the creation of integrated processing plants, which include both primary and secondary processing.In addition to this, component A of PM-KUSUM (Pradhan Mantri Kisan Urja Suraksha Evam Utthaan Mahabhiyan) Yojana provides the facility for the installation of solar power plants up to 2 MW on barren, fallow, cultivable, pasture or marshy lands, and it can be easily be converged with the AIF scheme. This strategic convergence will help individual farmers and empower farmer groups, enhancing their role from being 'Annadaata' (food givers) to 'Urjadata' (energy providers). The dedicated credit guarantee cover window, which was exclusively kept for FPOs, i.e. NAB Sanrakshan Trustee Company Private Limited, will remain open for AIF beneficiaries as well, where they will be eligible for guarantee fee reimbursement.These changes will increase processing capabilities, diversify food production, and increase and improve the quality of the yields. They will increase the shelf life of the produce, boost transport capacity and improve rural supply by linking it to the urban demand. Additionally, these changes will help in generating rural employment opportunities. Under the leadership of Prime Minister Narendra Modi, the Agriculture Infrastructure Fund is making a significant contribution towards the development of the agriculture sector and empowerment of Indian farmers, by providing a sustainable solution.

Due to the visionary leadership of Prime Minister Narendra Modi, even the minutest problems faced by farmers are being resolved, intense communication and combined efforts have brought a new dawn in the context of farmers' welfare, and this will prove to be a key milestone to fulfil the dreams of a developed agriculture sector of a 'Viksit Bharat.

Navigating the new safety norms for heavy industry

A S Mittal

The manufacturing landscape in India is set for a seismic shift as the Ministry of Heavy Industry rolls out the ‘Machinery and Electrical Equipment Safety Regulation 2024' The manufacturing industry is already grappling with a complex web of regulations, and a new stringent regulation has been added to the mix. Recently, The Ministry of Heavy Industry has introduced the 'Machinery and Electrical Equipment Safety Regulation 2024' to ensure that safety practices in India align with global standards. While these new standards aim to enhance safety and compliance, they are expected to significantly impact Indian manufacturers, primarily micro, small, and medium enterprises (MSMEs), which previously also complied with over 400 regulations. The new regulation will impact over 50,000 types of machinery, including industrial equipment like pumps, compressors, cranes, and transformers. Manufacturers must adhere to stringent safety requirements set by the Bureau of Indian Standards (BIS). However, many Indian manufacturers, particularly MSMEs, may struggle to meet these new standards within the given one-year deadline (August 2025), as they often operate with limited resources. Under the new machinery safety standards, all manufacturers must register with the BIS and obtain a BIS standard mark or certificate of conformity. Compliance will be governed by three distinct safety standards: Type A, B, and C. Type A standards are general safety guidelines for all machinery. At the same time, Type B covers generic safety requirements, and Type C standards are machine-specific safety guidelines.

While the regulation does not apply to machinery exclusively manufactured for export, most companies produce goods for domestic and export markets, making BIS certification necessary for their entire product range. The requirement for prior BIS approval for both production and imports could create bottlenecks in production and impact the availability of essential machinery and equipment. Fiscal and Technical Burden: The new machinery safety standards will impose a significant financial burden on MSMEs. Compliance costs vary widely,

ranging from Rs 50,000 to Rs 5 lakh, depending on the type and complexity of the machinery. These costs cover certification, safety upgrades, risk assessments, employee training, and the technical requirements to bring machinery up to standard.

Many MSMEs operate within thin margins, and these costs may lead to closure for some businesses. In addition to financial challenges, many smaller firms need help with a technological gap, as they may need access to advanced machinery or technology that complies with the new standards. Retrofitting existing equipment or purchasing new machinery will require a significant investment, which may be out of reach for smaller businesses.

Furthermore, MSMEs often need a more skilled workforce to implement the necessary safety measures, which can strain already tight budgets. Another major challenge is the complexity of the regulations themselves. The technical language used in the order is complex for smaller firms to navigate, and the lack of detailed implementation guidelines from BIS has only added to the confusion.

MSMEs, which frequently operate with limited administrative resources, struggle to understand how to comply with these multi-layered standards. More precise instructions would enable many firms to proceed with the necessary upgrades. Impact: This regulation will have a significant effect. India's machinery and electrical equipment imports, totalling $25 billion in FY2024, could face delays as companies await BIS approval. With 39.1 per cent of these imports originating from China, delays could worsen supply chain bottlenecks, further slowing industrial growth.

Domestic manufacturers catering to the local and export markets must successfully navigate the new compliance landscape, which adds to the regulatory burden on an already stressed sector. While machinery intended for export is not subject to the regulation, most manufacturers produce goods for both domestic and international markets. This means that even businesses focused on exports will need BIS certification for their entire product line. Consequently, the exemption offers limited relief, and manufacturers must adhere to the same safety standards. Challenges in Implementation: Adopting a phased approach to implementation is imperative to address these challenges.

The current one-year compliance timeline is unequivocally inadequate, particularly for MSMEs that lack the financial and technical resources to meet stringent safety standards. Extending the deadline to afford MSMEs more time to adapt is not just a preference but a necessity. A three-year timeline for meeting Type A standards and an additional five years to comply with Type B and C standards is not just a suggestion but a requirement.

This approach aligns with the phased regulatory models in other countries, such as the European Union, where industries are routinely allocated five to seven years to transition to new safety standards. Furthermore, implementing the standards in phases based on the machinery's complexity and risk level is not just a recommendation but a mandate. This approach allows firms to prioritise safety upgrades without jeopardising their operations. For example, enforcing horizontal safety standards (Type A) followed by vertical (Type B and C) standards as businesses gain the technical and financial capacity to comply is not just an option but a necessity.

The medical devices industry in India provides a practical example, where voluntary registration was initially encouraged, followed by mandatory standards based on the risk level of the device. This model is not just a suggestion but a blueprint that could be adapted for the machinery sector, providing a more manageable path toward compliance.

The Way Forward: Government support is crucial in helping MSMEs meet the new safety standards. Financial assistance, such as subsidies or low-interest loans, must help smaller firms afford the necessary upgrades to their machinery. Additionally, the government must conduct awareness campaigns and training programs to educate businesses on the importance of these regulations. It is imperative to establish a dedicated helpdesk to guide MSMEs through the certification process, alleviating confusion and streamlining compliance efforts. MSMEs often lack the expertise needed to navigate such complex regulations, and without access to trained consultants, many businesses will struggle to meet compliance requirements. Here, industry associations can and must play a pivotal role. By negotiating bulk certification agreements, conducting training sessions, and providing technical guidance to MSMEs, these associations are ideally placed to bridge the gap between government regulations and industry readiness, ensuring a smoother transition for smaller firms. Certifying technical professionals who can assist in implementing these standards is essential. The Machinery and Electrical Equipment Safety Regulation-2024 represents a necessary step toward improving manufacturing safety in India. However, the challenges facing MSMEs in complying with these new regulations are substantial. Therefore, a phased approach to implementation, combined with targeted government support, is crucial to ensure that the benefits of these new regulations are fully realised without unduly burdening the MSMEs, the backbone of Indian manufacturing.

Carbon dioxide, hydrogen peroxide detected on Pluto's largest moon 'Charon'

Scientists have detected the gases carbon dioxide and hydrogen peroxide on Pluto's largest moon, 'Charon', which they said could help understand how icy bodies originated and evolved in the outer Solar System.

Once considered the ninth and last planet of the Solar System, Pluto was demoted to a 'dwarf planet' status in 2006, when members of the International Astronomical Union voted to scientifically define a 'planet' for the first time.

According to the resolution passed then, a dwarf planet is one that has not been able to create a clear orbit for itself, free from debris. Pluto's orbit, lying in the Kuiper belt region beyond the planet Neptune, was thought to cross with those of other objects.

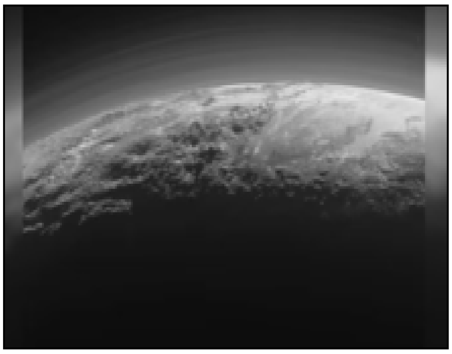

Charon is the largest of the five known moons of Pluto and has been studied since it was discovered in 1978. Being extremely cold, there's practically no chance for life to exist on Pluto and water, essential for life, is present as ice. The team, led by researchers at the Southwest Research Institute, US, said that while ice, ammonia and organic compounds -- formed from carbon and hydrogen -- have been detected on Charon, this is the first time carbon dioxide and hydrogen peroxide have been detected. They cited limitations in wavelengths of light emitted by instruments used for studying Pluto's biggest moon. When ice is broken down by being bombarded with charged particles like electrons or ions, hydrogen and oxygen atoms are released, which then combine to form hydrogen peroxide -- a highly reactive compound, commonly used in bleaches and disinfectants. The extended wavelength range of NASA's James Webb Telescope allowed the team to study the light scattered from Charon's surface at wavelengths longer than was previously possible, they said. The study is published in the journal Nature Communications.

The researchers said that carbon dioxide is present mainly as a coating on an ice-rich surface. "Our preferred interpretation is that the upper layer of carbon dioxide originates from the interior and has been exposed to the surface through cratering events. Carbon dioxide is known to be present in regions of the protoplanetary disk from which the Pluto system formed," lead author Silvia Protopapa, from the Southwest Research Institute, said. The presence of hydrogen peroxide indicated that the ice-rich surface is changed by UV light from the Sun, along with particles in solar winds and cosmic rays, the researchers said.

Doctor charged in Matthew Perry's death case expected to plead guilty

Los Angeles, Oct 2:

One of two doctors charged in the investigation of the death of Matthew Perry is expected to plead guilty on Wednesday in a federal court in Los Angeles to conspiring to distribute the surgical anesthetic ketamine.

Dr. Mark Chavez, 54, of San Diego, signed a plea agreement with prosecutors in August and would be the third person to plead guilty in the aftermath of the Friends star's fatal overdose last year.

Prosecutors offered lesser charges to Chavez and two others in exchange for their cooperation as they go after two targets they deem more responsible for the overdose death: another doctor and an alleged dealer that they say was known as ketamine queen of Los Angeles.

Chavez is free on bond after turning over his passport and surrendering his medical license, among other conditions.

His lawyer Matthew Binninger said after Chavez's first court appearance on August 30 that he is incredibly remorseful and is trying to do everything in his power to right the wrong that happened here.

Also working with federal prosecutors are Perry's assistant, who admitted to helping him obtain and inject ketamine, and a Perry acquaintance, who admitted to acting as a drug messenger and middleman. The three are helping prosecutors in their prosecution of Dr. Salvador Plasencia, charged with illegally selling ketamine to Perry in the month before his death, and Jasveen Sangha, a woman who authorities say sold the actor the lethal dose of ketamine. Both have pleaded not guilty and are awaiting trial. Chavez admitted in his plea agreement that he obtained ketamine from his former clinic and from a wholesale distributor where he submitted a fraudulent prescription. After a guilty plea, he could get up to 10 years in prison when he is sentenced. Perry was found dead by his assistant on October 28. The medical examiner ruled ketamine was the primary cause of death. The actor had been using the drug through his regular doctor in a legal but off-label treatment for depression that has become increasingly common.

Perry began seeking more ketamine than his doctor would give him. About a month before the actor's death, he found Plasencia, who in turn asked Chavez to obtain the drug for him. I wonder how much this moron will pay, Plasencia texted Chavez. The two met up the same day in Costa Mesa, halfway between Los Angeles and San Diego, and exchanged at least four vials of ketamine.

After selling the drugs to Perry for USD 4,500, Plasencia asked Chavez if he could keep supplying them so they could become Perry's go-to.

Perry struggled with addiction for years, dating back to his time on Friends, when he became one of the biggest stars of his generation as Chandler Bing. He starred alongside Jennifer Aniston, Courteney Cox, Lisa Kudrow, Matt LeBlanc and David Schwimmer for 10 seasons from 1994 to 2004 on NBC's megahit sitcom.

Iran launches barrage of ballistic missiles at Israel

Tehran, Oct 2:

The Iranian military launched a barrage of ballistic missiles targeting "military and security establishments" in Israel on Tuesday night.

Media reports, citing a statement from the Islamic Revolutionary Guard Corps (IRGC), confirmed that "dozens" of missiles have been launched towards Israel. The IRGC has also threatened another attack if Israel responds.

The IRGC described the missile strike as "retaliation for the assassination of top Hamas leader Ismail Haniyeh and IRGC commander Major General Seyyed Abbas Nilforoushan by Israeli forces", Tasnim News Agency reported.

It said its air force had targeted "important bases".

Israeli media reported that some 180 ballistic missiles were launched at Israel on Tuesday night by Iran.

According to the Israel Defense Forces (IDF), Israeli air defences intercepted "a large number" of the 180 ballistic missiles launched by Iran.

The US also participated in the defence of Israel, both by detecting the threat from Iran and intercepting some of the missiles, The Times of Israel reported, citing the IDF.

The IDF said there are "isolated" impacts in central Israel and several more impacts in southern Israel.

Israeli military spokesman Daniel Hagari told reporters that the Israeli Air Force "continues to operate at full capacity, and tonight will also continue to strike powerfully in the Middle East, as has been the case for the past year".

"The Israeli and US air defence systems operated effectively. There was close cooperation in detection and interception," he said.

"Iran carried out a serious act tonight and is pushing the Middle East to an escalation. We will act at the place and time of our choosing, in accordance with the guidance of the political echelon," he was quoted as saying by The Times of Israel.

Stop junk food to decline deterioration of brain health

The average person eats many more calories than they did 50 years ago, equivalent to an extra fast-food burger meal every day, which is causing brain health to decline much faster, a study has found.

The research, published in Frontiers in Neuroendocrinology, reports about 30 per cent of the world's adult population is either overweight or obese, and more than 10 per cent of all adults will suffer from type 2 diabetes by 2030.

"People are eating away at their brain with a really bad fast-food diet and little-to-no exercise," said Nicolas Cherbuin, a professor at Australian National University. "We've found strong evidence that people's unhealthy eating habits and lack of exercise for sustained periods of time puts them at serious risk of developing type 2 diabetes and significant declines in brain function, such as dementia and brain shrinkage," said Cherbuin.

"The link between type 2 diabetes and the rapid deterioration of brain function is already well established," he said. "But our work shows that neurodegeneration, or the loss and function of neurons.

Smartphone addiction studies are not reliable

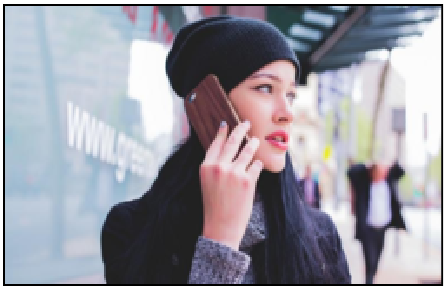

Majority of surveys which question a person's psychological well-being due to the excessive use of technology are flawed, suggest researchers. Surveys are often used to understand how people use their smartphone, but these are poorly related to actual smartphone use when measured with an app. This means that existing evidence suggesting that screen time is 'addictive' cannot be used to justify any change of policy. However, Dr David Ellis, one of the study's researchers said the official policy should not solely rely on existing studies using self-reports. "Knowing how much someone thinks or worries about their smartphone use leaves many questions unanswered", Dr Ellis said in the study published in the Journal of International Journal of Human-Computer Studies. The team examined 10 addiction surveys for measuring people's technology use such as the Smartphone Addiction Scale and the Mobile Phone Problem Use Scale, which generate scores that determine use.

They then compared these self-reports with data from Apple Screen Time which provides an objective measurement of how many minutes people used their phones, how often they picked it up and how many notifications they received. The researchers discovered weak relationships between how much people think they use their smartphones and how much they actually do. "Our results suggest that the majority of these self-report smartphone assessments perform poorly when attempting to predict real-world behaviour. We need to revisit.

Night routine for different skin types

No matter what skin type, a night skincare regime is a must for everyone and there's nothing like a dependence on natural goodness to treat and nourish the largest organ of your body.

Our body and skin repair and rejuvenate itself the most while we are asleep and that is when all the products are known to work best. So it's vital to have an appropriate nighttime skincare routine which nourishes and prepares the skin for survival.

Skincare should be given utmost importance and use products that are not only natural and organic but effective as well. Co-founder, Vanity Wagon, Naina Ruhail shares tips on night time skin regime for different skin types.

For Skin: Oily

If you have to fix the stickiness on your face and blot the unwanted shine ever so often, then you must resort to a bounty of nature's curative properties to fight these disturbing situations and combat them while you sleep. Everyone with oily skin must use gentle products that do not over dry the skin and also prevent breakouts.

Start with removing your makeup with a gentle cleansing lotion, follow up with an oil control face wash, and hydrate your skin with a toner. After cleansing and toning, make sure you pat in a facial oil to counter the loss of proper nourishment. In the end, moisturise with a light-weight and non-greasy formula to lock in the goodness and sleep over the concerns for a brighter morning.

You must also scrub and mask twice a week to upkeep the skin, buff off the dead skin, and unclog the pores. We at Vanity Wagon recommend Activate Charcoal detox face mask by Neemli Naturals, Bio Pineapple Oil Balancing face wash by Biotique, Tea Tree cleansing lotion by Omorfee and Tamanu + Cranberry seed face oil by Vaunt Skincare.

Dry Skin:

If your skin feels tingly and tight, has a flaky appearance and tends to peel off in case you do not hydrate it properly then it needs intense nourishment and love. Dry skin often has a dull appearance and is also quite itchy, especially in extreme weather conditions. You can balance your skin's vital levels with an extensive night care routine.

Pick a chemical-free face wash to gently remove the dirt and impurities. Use rose water or an alcohol-free toner to restore the pH balance. Spray an activated hydrator, pat in a rich serum or facial oil and moisturise to set everything in. Make sure you wait a minute before each step to let the product seep in well.

Indulging in gentle scrubbing, masking and using body butter is also a great way to prevent dryness. Some of the top-rated products that everyone with dry skin love is Scrub it off by Auli Lifestyle, Reviving moisture mask by Ilana Organics, and Multivitamin Super hydration by Vaunt Skincare.

Sensitive skin:

Sensitive skin is very fragile and difficult to treat knowing that it may react adversely to just any product anytime. People with sensitive skin often suffer from unexpected redness and blotchiness when exposed to extreme weather conditions or even a slightly polluted environment. Though nothing can be done to change the skin type, one can surely treat it better with an effective and thoughtful night-time routine.

We suggest you start with gently removing your makeup or dirt with cleansing milk. Wash it with a mild cleanser, and use a toner to prep it. Follow up with a healing and nourishing face oil. Facial oils soothe the easily irritable skin and prevent unexpected reactions. Post using the oil, moisturise as usual and get to bed.

Products that work wonders for sensitive skin are Clear 7 face wash by First Water Solutions, Rosemary and calendula cleansing milk by Paul Penders, and Hibiscus and saffron night cream by Neemli Naturals.

WEEKLY RNI NO:JK68053/97 | REGD. NO:JK439/22-24

SIGHT & SOUND

epaper web.sightandsoundlyweekly.com

Vol: 14 Issue No. 37 Date: 03 October to 9 October 2024, Rs. 5/- Pages 16

Life And Work Of Gandhiji Is Shaping New Jammu And Kashmir Today: LG Sinha

SRINAGAR, Oct 2: Lieutenant Governor Manoj Sinha today addressed the UT-level function commemorating the 155th birth anniversary celebration of Father of the Nation, Mahatma Gandhi, at Raj Bhawan. The event, organized by the Department of School Education & Department of Higher Education, also marked the closing ceremony of the Swachhata Pakhwada and Swachhata Hi Seva Abhiyan.

In his address, the Lt Governor extended felicitations to the people on the occasion of Gandhi Jayanti and the birth anniversary of former Prime Minister Shri Lal Bahadur Shastri.

Paying tributes to Mahatma Gandhi, the Lt Governor said the leadership, ideals and values of Bapu has inspired the entire country to come together for the cause of independence and build a nation that will make a lasting contribution to peace and progress of the world.

Observing that Gandhiji's ideals of truth, non-violence, compassion and kindness present the solutions to all the challenges before the tumultuous world, the Lt Governor called upon the people to spread Bapu's vision all over the world to make this planet a peaceful and a better place.

"Bapu's dream was that India would become a ray of hope for the humanity and it will be a peaceful, self-reliant and developed nation. The responsibility of fulfilling these dreams rests on 140 crore Indians and the younger generation will have to play a bigger role in this journey," the Lt Governor said.

Highlighting the transformational work done in the last five years in J&K, the Lt Governor said, under the leadership of Hon'ble Prime Minister Shri Narendra Modi, empowerment of grassroots democracy and violence-free elections is a testament that Jammu Kashmir is shedding the past and creating a new future.

"Life and work of Gandhiji is shaping new Jammu Kashmir today. The world has recently witnessed a historic, free, peaceful and fair assembly elections. 1 crore 40 lakh citizens have reiterated their faith in the values of the Constitution and have resolved to contribute to the development of this beautiful Union Territory and the country," the Lt Governor said.

He said the young generation in J&K now understand the importance of peace and democratic values and hence today they do not have tools of destruction in their hands but instruments of creation. "Our youth are determined to follow the path of truth and non-violence and to build a prosperous society," he said.

The Lt Governor also appreciated the School Education Department and students from schools across J&K for their cleanliness endeavours like adopting a local water body, local park or a local heritage site to undertake cleanliness drive twice every month, as a mark of respect to Mahatma Gandhi.

"Peaceful Elections, Restoration Of Democracy": Hardeep Puri On J&K Elections

NEW DELHI, Oct 2: Referring to the Jammu and Kashmir Assembly elections, Union Minister Hardeep Singh Puri said on Wednesday that a significant shift from a tumultuous past to a peaceful democratic process marked a restoration of democracy in the region.

He noted that the region has transitioned from having a "stone-pelting industry" to witnessing a remarkable 65-66% voter turnout considering it a substantial victory.

"The ground situation in J-K before the elections was, there was an industry called stone-pelting industry…But yesterday's voting turnout was 65-66 per cent, which is a huge victory for us…Peaceful elections were held…There is a restoration of democracy," Puri said.

Expressing confidence in the victory of the Bharatiya Janata Party (BJP), the Union Minister said, "We are sure that the BJP will win the elections…In the coming time, J-K's story will be one of the biggest stories of independent India."

Puri also attacked Congress national president Mallikarjun Kharge for his remark about not dying until PM Modi is "removed from power," and PM Modi will not be the Prime Minister because he wants to; instead, he will be the PM because the people want him to be the prime minister of the country.

Modi's "Swachhata" Call From Red Fort Turned Into Mass Campaign: Dr Jitendra

NEW DELHI, Oct 2 : "It is a unique success story of a government initiative in the history of independent India…. Prime Minister Sh Narendra Modi's "Swachhata" call from Red Fort turned into a mass campaign, which motivated a spontaneous voluntary effort to maintain cleanliness and brought about a behavioural revolution among people across the country".

This was stated here today by Union Minister of State (Independent Charge) for Science and Technology, Minister of State (Independent Charge) for Earth Sciences, MoS PMO, Department of Atomic Energy, Department of Space, Personnel, Public Grievances and Pensions, Dr. Jitendra Singh while launching, on the occasion of Gandhi Jayanti, Special Campaign 4.0 under the Government of India's "Swachhata Hi Sewa" programme, reiterating the Government's deep commitment to cleanliness, public hygiene, and service.

Leading two events at the national capital here, one at Nehru Park, organised by the Department of Administrative Reforms and Public Grievances (DARPG), and another at Prithvi Bhawan hosted by the Ministry of Earth Sciences , Dr. Jitendra Singh emphasised the Government's efforts to institutionalise cleanliness and reduce administrative pendency.

Dr. Jitendra Singh hailed the success of the previous campaigns and shared the remarkable achievements of the previous three campaigns, which have led to significant gains which include Rs. 1162.49 crore generated through the disposal of e-waste and scrap, 355.6 lakh sq. ft. of office space cleared for productive use, 96.1 lakh files closed or weeded out, 4.05 lakh cleanliness sites identified and cleaned etc.

Special Campaign 4.0 takes a broader approach, focusing on public-centric ministries like Defence and Home, as well as their Public Sector Undertakings (PSUs). It aims to institutionalise cleanliness and streamline processes, tackling areas such as MP references, Parliamentary assurances, PMO references, and public grievances. This time, the campaign will be monitored digitally, from 2nd October to 31st October 2024, with results being evaluated in November.

The Minister thanked Prime Minister Narendra Modi for addressing the foundational issue of cleanliness through the Swachhata campaign. He emphasised that the Prime Minister's vision has transformed Swachhata from a government-led initiative into a behavioural revolution. "The Swachhata campaign has become ingrained in the psyche of the people," Dr. Jitendra Singh remarked, noting how rarely a government campaign becomes a mass movement that changes public attitudes. "Today, cleanliness is not just a government directive, but a core value embraced by citizens."

Dr. Jitendra Singh further stated that the ongoing Special Campaign 4.0 aims to institutionalise these behavioural changes across government offices, with a focus on reducing administrative pendency and optimising public service.